REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT R. N. No. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP — 3 PHONE NO. —— 35

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۲۸ — شمارہ ۔ ۶

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY BADR

شرح چندہ

سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالک غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

ایڈیٹر:۔ محمد حفیظ بقاپوری

نائبین:۔ (۱) جاوید اقبال اختر
(۲) محمد انعام غوری۔

QADIAN Pin 143516.

۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ — ۸ تبلیغ ۱۳۵۸ ہش — ۸ فروری ۱۹۷۹ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ اور دل

تمام اولین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا

سبحان اللہ ثم سبحان اللہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کس شان کے نبی تھے!

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور کے رُوحانی فرزند جلیل حضرت امام مہدی علیہ السلام کا نذرانۂ عقیدت

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراحِ صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشقِ الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفیٰ تھے اس لئے خدائے جلّ شانہٗ نے ان کو عطرِ کمالاتِ خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا۔ اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ دل و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اوّلین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔"

(سُرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳ حاشیہ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

"وہ لوگ جو قرآن شریف کا اتباع اختیار کرتے ہیں اور خدا کے رسولِ مقبول پر صدقِ دل سے ایمان لاتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں اور اس کو تمام مخلوقات اور تمام نبیوں اور تمام رسولوں اور تمام مقدسوں اور تمام اُن چیزوں سے جو ظہور پذیر ہوئیں یا آئندہ ہوں۔ بہتر اور پاک تر اور کامل تر اور افضل اور اعلیٰ سمجھتے ہیں، وہ بھی ان نعمتوں سے اب تک حصہ پاتے ہیں اور جو شربت موسیٰؑ اور مسیحؑ کو پلایا گیا وہی شربت نہایت کثرت سے، نہایت لطافت سے، نہایت لذت سے پیتے ہیں۔ اور پی رہے ہیں۔ اسرائیلی نور اُن میں روشن ہیں۔ بنی یعقوبؑ کے پیغمبروں کی اُن میں برکتیں ہیں۔ سبحان اللہ ثم سبحان اللہ! حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کس شان کے نبی ہیں —! اللہ! اللہ!! کیا عظیم الشان نور ہے، جس کے ناچیز خادم، جس کی ادنیٰ سے ادنیٰ اُمت، جس کے احقر سے احقر چاکر مراتب مذکورہ بالا تک پہنچ جاتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ وَ حَبِیْبِکَ وَ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَ اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَ خَیْرِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۴۴ و ۲۴۵ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است

کلام سیدنا حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است
دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکاں ندائے جمالِ محمدؐ است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرہ زبحرِ کمالِ محمدؐ است
ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدیؐ است
ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

ترجمہ: (۱) میری جان اور دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہے۔ میری خاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے کوچہ پر نثار ہے۔ (۲) مَیں نے دل کی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ہوش کے کانوں سے سُنا ہے کہ ہر ایک مقام میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کی ندا گونج رہی ہے۔ (۳) یہ جاری چشمہ جو مَیں لوگوں کو پلا رہا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔ (۴) یہ میری آگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ سے روشن شدہ ہے۔ اور یہ میرا پانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مُصفّا پانی سے حاصل شدہ ہے۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۸ تبلیغ ۱۳۵۸ ہش

اُسوۂ خُلقِ عظیم

آج سے چودہ سو برس قبل ملک عرب ایک وحشی قوم کا مسکن تھا۔ درندگی اور وحشت اُن کے اخلاق وعادات کا جزوِ ثانی بن چکی تھی۔ کوئی بُرائی نہ تھی جس سے وہ گریز کرتے ہوں۔ کوئی عیب ایسا نہ تھا جو اُن میں نہ پایا جاتا ہو۔ شراب نوشی۔ قمار بازی اور ڈاکہ زنی الغرض ایسی تمام بُرائیاں ان کی زندگی کا جزو تھیں۔ بُرائیوں اور بدکاریوں کا دور دَورہ تھا۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نمونہ اور گرے ہوئے اخلاق کی نمائش گاہ تمام عرب بنا ہوا تھا۔

ایسے وقت میں جبکہ تمام دنیا افعالِ شنیعہ میں غوطے لگا رہی تھی اللہ تعالیٰ نے محض اپنا فضل کرتے ہوئے رحمت کا پانی برسایا اور اپنے پیارے رسُول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دُنیا کی ہدایت اور تمام بُرائیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور یہ ضروری تھا کہ آپ کو ایسے اخلاق عطا کئے جاتے کہ جس سے آپ تمام دُنیا کے لئے کامل نمونہ بن سکیں۔ آج کے اس مختصر نوٹ میں ہم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم فداہُ نفسی کے چند اخلاقِ فاضلہ کا تذکرہ کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں فرمایا ہے کہ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ بہت اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ اور آپ کو اخلاقِ فاضلہ کا نمونہ بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔ اعلیٰ خُلق کی تعریف یہ ہے کہ انسانی قُویٰ کو موقع اور محل کے مطابق [illegible]ل کیا جائے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی مدنظر رکھا جائے کہ دوسروں کو کس قسم کے فعل سے فائدہ پہنچ سکتا ہے اور [illegible] سلوک اُن کی اصلاح کا موجب بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس سے اپنے ذاتی خلق کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اعلیٰ خُلق خیر خواہیٔ مخلوق ہے۔ آپ کے اندر یہ جذبہ جس [illegible] پایا جاتا تھا اور آپ کو بنی نوع انسان کی فلاح وبہبود کا جس قدر خیال تھا وہ اِس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ یعنی کیا آپ اپنی جان کو ہلاک کرلیں گے اِس غم میں کہ یہ لوگ مومن نہیں بن جاتے۔ اور اگر آپ اسی طرح گھُلتے رہے تو اپنی جان کھو بیٹھیں گے۔ مخلوق کے ساتھ انتہا درجہ کی خیر خواہی اسی کا نام ہے۔ کہ اسے بُرائیوں سے نکال کر قربِ الٰہی حاصل کرایا جائے۔ اور یہ صرف آپ کا دعویٰ نہیں بلکہ آپ کی تمام زندگی آپ کا ہر فعل اور ہر معاملہ آپ کی خیر خواہیٔ مخلوق کا شاہد ہے۔ ابتدائی سخت مخالفت کے وقت طائف مقام پر ظالم طبع لوگوں کی طرف سے پتھر برسا کر لہولہان کئے جانے پر جب فرشتہ نے آپ سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ان لوگوں پر پہاڑ اُٹھا کر اُن کو تباہ کر دوں تو آپؐ نے یہ پسند نہیں فرمایا تھا بلکہ خدا تعالیٰ سے دُعا کی کہ یہ لوگ لاعلمی سے ایسا کر رہے ہیں۔ اے خُدا تو اِن کو مہلت دے تاکہ ان میں سے سعید الفطرت ایمان لے آئیں۔ اُحد کی جنگ کے موقعہ پر جب آپؐ کے دانت شہید ہو جاتے ہیں۔ تو رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے لئے یہی دُعا فرماتے ہیں کہ اَے خُدا میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ ان کو علم نہیں۔

اُوپر کی چند مثالیں جو ہم نے پیش کی ہیں وہ اُس وقت کی ہیں جب آپؐ کو طاقت اور شوکت حاصل نہ تھی۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو طاقت اور شوکت عطا فرمادی تو آپ نے پہلے سے زیادہ مخلوق کے ساتھ خیر خواہی کا ثبوت دیا کہ اپنے دشمنوں کو لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ کہہ کر معاف فرما دیا۔

اِس کے علاوہ آپ کے خُلقِ عظیم کا ایک پہلو آپ کی مذہبی رواداری اور عہد کی پابندی بھی ہے۔ آپ ہر شخص کو اظہارِ خیال کی پُوری آزادی دیتے تھے۔ چنانچہ عیسائیوں کے ایک وفد کی آمد کے موقعہ پر اُن سے اُن کے مذہب کی خُوبیاں سماعت فرمائیں اور بعد میں اپنی مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دی۔

مذہب کے بارے میں جبر کو آپ سخت ناپسند فرماتے تھے۔ اور یہاں جہاں اسلامی حکومت قائم ہوتی وہاں مذہبی رواداری اور مذہبی آزادی کا جھنڈا لہرایا۔ آپ نے اِسی طرح عہد کی پابندی کا بھی بہت خیال رکھا۔ جو شخص یا قوم آپ سے عہد کرتی وہ آپؐ کی طرف سے بالکل مطمئن اور محفوظ ہوتی۔ کیونکہ آپ نے کبھی عہد نہیں توڑا تھا۔ آپ کے خُلقِ عظیم کا ایک پہلو نرمی بھی بہت نمایاں تھا۔ آپ نے سختی کا جواب ہمیشہ نرمی اور محبت سے دیا۔ اور ظُلم کا جواب عفو و رحم سے دیا۔ اور یہ نرمی آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص طور پر عطا ہوئی تھی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا تھا۔ کہ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ۔ یعنی آپ کو نرم طبیعت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے عطا ہوئی ہے۔ ایک مرتبہ ایک اعرابی کے بازار میں آپ کی چادر کھینچنے پر آپ کا گلا گھونٹا گیا۔ مگر آپ نے بالکل ملامت نہ کی۔ الغرض غلطیوں کی اصلاح میں آپ کا یہی طریق تھا کہ نرمی سے غلطی کی اصلاح کرتے۔

مہمان نوازی میں بھی آپ خُلقِ عظیم کا اُسوۂ حسنہ تھے۔ آپ کی مہمان نوازی بدرجۂ کمال پہونچی ہوئی تھی۔ آپ مہمان کے لئے ہر طرح کا آرام مہیا فرماتے۔ بیویوں کے ساتھ حُسنِ سلوک بھی آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ میں سے ایک خلقِ عظیم تھا۔ آپؐ نے کبھی بھی کسی بیوی پر سختی نہ کی۔ جب کسی سے کوئی غلطی ہوتی تو درگزر فرما دیتے۔ تبھی تو حضرت عائشہؓ سے آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ یعنی وہ تمام اخلاق جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے اُن سے آپؐ مزیّن تھے۔

اُوپر بہت ہی مختصر رنگ میں ہم نے آپؐ کے خُلقِ عظیم کی ایک جھلک پیش کی ہے۔ آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ اگر گنے جائیں اور تحریر میں لائے جائیں تو کتابیں بھری جاسکتی ہیں۔ اِس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب "حقیقۃ الوحی" میں فرمایا ہے کہ:-

"مَیں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہُوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا۔ اور اُس کی تاثیرِ قُدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔......... اُس نے خُدا سے انتہائی درجہ کی محبت کی۔ اور انتہائی درجہ پر بنی نوعِ انسان کی ہمدردی میں اُس کی جان گداز ہُوئی۔ اِس لئے خُدا نے جو اُس کے دِل کے راز کا واقف تھا۔ اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی"۔

اِسی طرح آپؑ فرماتے ہیں ؎

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے — کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھ کر مقامِ احمدؐ ہے

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

جاوید اقبال اختر

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۵ تبلیغ (فروری) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۷۹ء کی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ

"حضور کی طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ"۔

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی، درازیٔ عُمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دِل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۵ تبلیغ (فروری)۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع اہل وعیال تاحال سفرِ ربوہ پر ہیں۔ احباب دُعا فرماتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ وناصر رہے۔ اور آپ بخیریت قادیان تشریف لائیں۔

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ ختمِ نبوت یعنی مقامِ محمدیت کے لحاظ سے تمام رسولوں میں منفرد اور ممتاز ہیں

ہم علیٰ وجہ البصیرت یقین رکھتے ہیں کہ آپ آخری نبی ہیں اس لئے کہ آپ ایسے مقام پر فائز ہیں جس کے بعد کوئی اور روحانی مقام نہیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳۰ امان ۱۳۵۲ ہش مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ۔ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن عظیم میں نبوت اور رسالت کے متعلق بہت سی بنیادی باتیں بتلائی ہیں۔ میں اِس وقت ان میں سے بعض کا ذکر کروں گا۔

پہلی بات ہمیں یہ بتائی گئی ہے کہ

انبیاء اور مرسلین

میں بعض کو بعض پر فضیلت بخشی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ (البقرہ: ۲۵۴)

اس کے علاوہ بھی انبیاء کی ایک دوسرے پر فضیلت کا ذکر آتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اس کی تفصیل نہیں بتائی۔ البتہ بعض باتیں بتائی ہیں۔ اور بعض قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض باتوں کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ مثلاً تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (جو تیسرے سیپارے کی پہلی آیت ہے، اس) میں فضیلت کی ایک وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ بعض انبیاء صاحب شریعت ہوتے ہیں اور بعض انبیاء صاحب شریعت نہیں ہوتے۔ شاید بعض دوسری جگہ کوئی دوسری وجہ فضیلت بیان ہوئی ہو لیکن اس وقت میرے ذہن میں مستحضر نہیں۔ لیکن قرآن کریم سے ہمیں یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں بھی پتہ چلتا ہے کہ فضیلت کی بعض وجوہ کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ باوجود اس کے کہ بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت بخشی گئی ہے پھر بھی ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ:-

"لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ" (البقرہ: ۲۸۶)

یعنی فی نفسِ رسالت، رسول اور رسول میں فرق نہیں کرنا۔ اسی قسم کی بعض دوسری آیات میں بھی اسی قسم کا مفہوم بیان ہوا ہے۔

پس فضیلت بھی ہے اور ان "رُسُل" میں فرق بھی نہیں کرنا۔ یعنی نفسِ رسالت میں کوئی فرق نہیں ہے جو صاحب شریعت رسول ہے اور جو صاحب شریعت رسول نہیں ان دونوں رسالتوں میں نفسِ رسالت میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنی حکمتِ کاملہ سے مختلف زمانوں اور مختلف ممالک میں بسنے والی قوموں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ ان میں ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے بھی ہیں جن کو ساری دُنیا کی طرف سارے زمانوں کے لئے اور تمام بنی نوعِ انسان کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا۔ بایں ہمہ نفسِ رسالت میں ان میں اور دیگر رُسل میں کوئی فرق نہیں۔

پس فضیلت بھی ہے اور نفسِ رسالت میں کوئی فرق بھی نہیں ہے۔ یہ رُسُل کے

بعض بُنیادی حقائق

ہیں جن کی تفصیل میں میں اس وقت نہیں جا سکتا۔ چنانچہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر قرآن عظیم صرف رسُول کہتا تو نفسِ رسالت میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی فرق نہ رہتا۔ یا حضرت یحییٰؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان نفسِ رسالت میں کوئی فرق نہ رہتا۔ اگرچہ فضیلت اپنی جگہ پر ہوتی لیکن اتنی نمایاں فضیلت کہ جو تمام انبیاءؑ سے آپ کو ممتاز کر دے اس کی ہمیں سمجھ نہ آتی۔

اِس لئے قرآن کریم نے جہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسُول کہہ کر رسالت کے مقام پر تمام رُسل اور انبیاء کے برابر کھڑا کر دیا۔ وہاں آپؐ کو ایک اور اعلیٰ مقام عطا فرمایا جس کا ذکر سورۂ احزاب کی آیت ۴۱ میں موجود ہے اس لحاظ سے آپؐ رسُول بھی ہیں اور خاتم الانبیاء بھی ہیں۔ خاتم الانبیاء یا ختم المرسلین۔ ختم نبوت یا ختمِ رسالت کا جو مقام ہے اُسے اسلامی اصطلاح میں مقامِ محمدیت کہتے ہیں اور اس میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

منفرد ہیں۔ یہ وہ فضیلت نہیں جس کا "فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ" میں (نسبتی فضیلت) کا ذکر ہے۔ نسبتی فضیلت میں بھی نسبتی لحاظ سے اوّل اور آخر ہوتا ہے۔ اگر نفسِ رسالت میں کوئی فرق نہ ہو اور چشمِ تصوّر میں تمام انبیاء ایک میدان میں کھڑے ہوں تو مشرق کی طرف سے دیکھیں گے تو شمال والا آخری ہوگا۔ جنوب کی طرف سے دیکھیں گے تو جو نبی غربی کونے میں ہے وہ آخری نبی ہوگا۔ پس ایک تو یہ نسبتی طور پر آخری ہے اس میں کسی فضیلت کا ذکر نہیں بلکہ یہ ایک نسبتی چیز ہے۔ جس زاویہ سے آپ دیکھیں گے مقابلہ کی انتہا آخری بن جاتی ہے۔

پس فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ بھی

ایک بُنیادی حقیقت

ہے اور لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ بھی اپنی جگہ ایک بنیادی حقیقت ہے۔

دراصل حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیدا کرنے والے ربّ کے حضور جو منفرد مقام حاصل تھا اس کے اظہار کے لئے آپؐ کو خاتم النبیّین کہا گیا ہے۔ خاتم النبیّین یعنی مقامِ محمدیّت قربِ اتمّ کا مقام ہے۔ بالفاظِ دیگر آپؐ صفاتِ باری کے مظہرِ اتم تھے۔ یہ شرف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا ہے۔ دُوسرا کوئی نبی اس مقام تک پہنچ نہیں سکا۔ کہنے والے یہ کہتے ہیں کہ رسالت میں ایک لاکھ بیس ہزار رسُول شامل ہیں۔ اُن میں ہم نے کوئی فرق نہیں کرنا۔ لیکن مقامِ محمدیّت کے لحاظ سے آپ کو جو منفرد مقام حاصل ہے وہ صفاتِ باری کے مظہرِ اتمّ ہونے کا مقام ہے۔ اس مقام کو انسانوں کے مقابل میں انسانِ کامل کہتے ہیں۔ اور قُرب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے قریب تر دُوسرا کوئی شخص خُدا کے پیار کے حصُول میں آپؐ سے زیادہ اور قریب تر ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ غرض اس مقامِ محمدیّت کو بیان کرنے کیلئے مختلف اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں۔

پس سورۂ احزاب کی آیت ۴۱ میں ایک تو یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے رسُولوں کی طرح ایک رسُول ہیں۔ اور اس جہت سے رسول رسول میں فرق کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اور دوسرے آپ خاتم النبیین ہیں اس جہت سے آپ بے مثل و مانند ہیں۔ اور کوئی رسول آپؐ کے ہم پلّہ نہیں۔ اس حیثیت میں کسی کو آپ کے ساتھ منسلک کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس مقامِ محمدیت کے لحاظ سے آپؐ تمام رسُولوں میں منفرد اور ممتاز ہیں۔

پھر سورۂ احزاب کی اس آیت کریمہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (احزاب: ۴۱)

کہ ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اس بیان کا ایک گہرا اور ضروری تعلق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

مقامِ ختمِ نبوّت

یعنی مقامِ محمدیّت کے ساتھ ہے۔ ورنہ بظاہر یہ کہہ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسمانی طور پر کسی مرد کے باپ نہیں لیکن (۱) اللہ کے رسول ہیں اور (۲) خاتم النبیّین ہیں۔ اور پھر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر ایک چیز کا علم ہے۔ اس میں کوئی حکمت ہونی چاہیئے۔ اس میں کوئی فلسفہ ہونا چاہیئے۔ اس میں کسی گہرے اور عمیق مضمون کا بیان ہونا چاہیئے۔ چنانچہ میرے نزدیک علاوہ اور معانی کے

ایک معنے یہ ہیں

کہ اللہ تعالیٰ نے آیۂ کریمہ میں فرمایا ہے کہ "خاتم النبیین" کے خود معنی نہ کرنا۔ ختمِ نبوت کے معنے تمہارا پیدا کرنے والا ربّ تمہیں بتلائے گا۔ اگر خود معنے کرو گے تو غلطی کھاؤ گے۔ اس لئے خود قرآن کریم نے اس کے معنے کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ" جس کے ایک معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلعم کو عرشِ ربِّ کریم تک رفعتِ رُوحانی بخشی۔ قرآن کریم کی ہر آیت اور ہر فقرے اور فقرے کے ہر لفظ کے بہت سے بطُون ہوتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے ایک معنے یہ

گئے ہیں کہ ایک وہ رسُولؐ جو ارفع ہے اپنے درجات کے لحاظ سے اور منفرد ہے رفعت رُوحانی میں۔ کوئی رسُول اس مقام میں آپؐ کا شریک نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ایک دُوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

(القلم : ۵)

کہ تخلق باخلاق اللہ کے مقام میں کوئی دوسرا انسان تو کیا کوئی دُوسرا نبی بھی آپؐ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ کوئی انسان آپ کے بلند مقام کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ آپؐ کا مقام محمدیت ہے جس میں آپؐ تمام رسُولوں سے افضل ہیں۔ قرآن کریم نے بیان فرمایا کہ آپؐ کا کلام خدا کا کلام اور آپؐ کا ظہور خدا کا ظہور اور آپؐ کا آنا خدا کا آنا ہے۔ (پہلے آسمانی نوشتوں نے بھی اسی رنگ میں اس مفہوم کو بیان کیا ہے) فرمایا

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

(بنی اسرائیل : ۸۲)

اس آیہ کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حق کے لفظ سے اللہ تعالیٰ قرآن عظیم کی آخری اور کامل شریعت اور حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہر سہ مُراد ہیں۔ ان پر حق کا لفظ حقیقی طور پر چسپاں ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم نے مقام محمدیت یعنی مذکورہ منفرد مقام کو مختلف طریقوں اور مختلف زاویوں سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ ہم عاجز بندوں کو تصویری زبان میں

مقام محمدیّت کی حقیقت

کے سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو معراج سے نوازا۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا "مقام محمدیّت" "مقام خاتم النبیین" اور اس نسبت سے دُوسرے انبیاء کے ساتھ آپؐ کا تعلق بڑی وضاحت سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کو حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے تفسیر صغیر کے نوٹوں میں بھی بیان فرمایا ہے۔ اور وہ یہ کہ "معراج" میں مقام محمدیّت کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ اور اس کی اُمّتِ مُسلمہ کے سامنے یہ تصویر رکھی گئی ہے کہ اہل زمین جو نبی نہیں عوام ہیں (اور اُمتِ محمدیہ کے فرد ہوں یا دیگر تمام بنی نوع انسان ہوں ان کو ہم کہیں گے کہ وہ اہل زمین ہیں۔ یعنی زمین میں بسنے والے انسان ہیں) اور جنہیں رُوحانی رفعت کا وہ مقام حاصل نہیں جسے ہم رسالت کے نام سے منسُوب کرتے ہیں۔ آپؐ نے گویا اہل زمین کو فرمایا کہ اپنے زمینی مقام سے اُوپر نگاہ کرو تمہیں پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام نظر آئیں گے۔ تمہیں دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام نظر آئیں گے۔ (واضح رہے کہ ہر آسمان پر ایک ایک یا دو دو کا گروہ علامت کے طور پر ہے۔ یعنی وہ سارا گروہ جو حضرت آدم علیہ السلام کا مقام رکھتا ہے اُن کے لئے پہلا آسمان ہے۔ جن کی رُوحانی رفعت حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے ساتھ نسبت رکھتی ہے اُن کے لئے دُوسرا آسمان ہے وعلیٰ ہذا القیاس)

تمہیں تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام نظر آئیں گے۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام نظر آئیں گے۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام نظر آئیں گے۔ چھٹے آسمان پر صاحب شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام نظر آئیں گے اور ساتویں آسمان پر غیر شرعی نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر آئیں گے۔ اور اس سے بھی اُوپر یعنی عرش رب کریم پر حضرت محمّد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلّم ہوں گے۔ گویا

حقیقتِ معراج

میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا مقام عرش رب کریم ہے۔ یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ خُدا جو تمام صفاتِ کاملہ حسنہ سے متصف ہے اُس نے اپنے نہایت ہی پیار کے ساتھ مظہرِ اتم اُلوہیت بنا کر اپنی دائیں طرف آپؐ کو بٹھایا۔ یہ ہے مقامِ ختمِ نبوّت جو حقیقتِ معراج میں تصویری زبان میں بتایا گیا ہے جسے ایک عام انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السّلام، دُوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السّلام چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ اور اس کے بھی اُوپر مقامِ محمدیّت ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

خُدائے ذُوالعرش

کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ شرف آپؐ کے مقام کے لحاظ سے اور اُس محبت کی وجہ سے جو آپؐ کو اپنے خُدا سے تھی اور اُس پیار کی وجہ سے جس سے آپؐ کو نوازا گیا تھا۔ یہ ہے وُہ مقامِ ختمِ نبوّت جو خدا تعالیٰ نے آپؐ کو عطا فرمایا۔

اب اہلِ زمین جب اِس تصویر میں زمین سے آسمانوں کی طرف دیکھیں گے تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے ایک ایک نبی (اور ایک آسمان پر دو نبیوں) کا ذکر آیا ہے۔ وہ محض نبیوں کے گروہ کی علامت کے طور پر ہے۔ کیونکہ اگر واقع میں ایک لاکھ بیس ہزار پیغمبر دُنیا کی طرف آئے تو پھر تو پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ بہت سے اور انبیاء بھی ہوں گے۔ اسی طرح دُوسرے حتیٰ کہ ساتویں آسمان پر بھی بہت سارے انبیاء ہوں گے۔ تاہم ساتویں آسمان تک پہنچ کر یہ سارے انبیاء ختم ہو جائیں گے۔ اس کے بعد صرف ایک وجود ہوگا۔ وہ اپنے ربّ سے انتہا پیوست اور ایک جان ہو گا کہ اُس کا آنا خدا کا آنا اور اس کا کلام کرنا خدا کا کلام کرنا اور اس کی حرکات خدا کی حرکات متصوّر ہوں گی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو بھی بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا

جنگ بدر کے موقع پر

کنکریوں کی جو مٹھی پھینکی گئی تھی وہ دُعاؤں کے نتیجہ ہی نہیں بلکہ آپؐ کے اُس قربِ الٰہی کے نتیجہ میں تھی۔ اور آپؐ کے صفاتِ باری کے مظہرِ اتم ہونے کی وجہ سے تھی۔ یہ آپؐ کے بلند مقام کا کرشمہ تھا۔ کہ وہ کُفّار کی آنکھوں میں پڑی۔ اور اُن کی تباہی کا باعث بن گئی۔ سردارانِ مکہ میدانِ جنگ میں اپنی لاشیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یہ ایک مستقل اور لمبا مضمون ہے۔ اس وقت اس کے بیان کا موقع نہیں۔

مَیں یہ بتا رہا ہوں کہ یہ مقام یعنی عرش ربِّ کریم پر مقامِ محمدیّت یا مقامِ ختم المرسلین یا مقامِ خاتم النبیین اس تصویر میں اور حقیقۃً بھی اتنا اعلیٰ اور ارفع مقام ہے کہ وہاں تک کوئی اور انسان پہنچ ہی نہیں سکتا۔ یہی وُہ مقام اور صاحبِ مقام ہے جس کی خاطر اِس ساری کائنات کو پیدا کیا گیا ہے۔ حدیث قدسی "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ" اسی حقیقت کی مظہر ہے اور اسی لئے یہ وہ مقام ہے جو حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اُس وقت بھی ملا ہُوا تھا جب آدمؑ ابھی معرضِ وجود میں نہیں آیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت بھی خاتم النبیین تھے جب کہ آدم کا وجود مٹی میں کروٹیں لے رہا تھا۔ یہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان ہے۔ یہی تو آپؐ کا آخری مقام ہے۔ "لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسولوں میں سے ایک رسُول کہا گیا ہے۔ یہ وُہ مقام ہے جو سورۂ احزاب کی آیہ کریمہ میں "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ" کے الفاظ میں بیان ہُوا ہے۔ جس کے بعد آپؐ کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے یعنی آپؐ رسُول ہیں مگر ایسے رسُول کہ آپ خاتم النبیین بھی ہیں۔ اور اس لحاظ سے آپ تمام رسُولوں سے منفرد ہیں۔ غرض ایک طرف فرمایا رسول رسول میں فرق نہیں کیا جا سکتا۔ باوجود فضیلت کے فرق نہیں کیا جا سکتا۔ آخر فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کی آیت کو لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ کی آیت یا آیت کے ٹکڑے نے منسوخ تو نہیں کر دیا۔ کیونکہ قرآن کریم کی کوئی آیت کوئی فقرہ کوئی لفظ کوئی شَشْنہ کوئی زیر اور کوئی زبر منسُوخ نہیں ہوتی۔ اور نہ کبھی منسُوخ ہوئی ہے۔

پس فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اپنی جگہ پر صحیح اور لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ اپنی جگہ پر درست ہے۔ لفظ رسالت میں کوئی فرق نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم رسُول بھی ہیں اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ رسالت کے اعتبار سے آپؐ میں اور آدمؑ میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن آپؐ محض ایک رسُول ہی نہیں، بلکہ آپؐ خاتم النبیین بھی ہیں۔ خاتم النبیین کے ارفع مقام کے لحاظ سے کسی اور نبی کو یہ جرأت نہ ہو سکتی کہ وہ اس ارفع و اعلیٰ مقام کا دعویدار بنے۔ اِس میں آپؐ منفرد ہیں۔ آپؐ کا مقام خدائے ذوالجلال کے داہنی جانب عرشِ ربِ کریم پر ہے جسے ہم مقامِ محمدیّت کہتے ہیں۔ اس معنی میں حقیقۃً آپؐ

ایک عظیم الشان آخری نبی

ہیں۔ اور ہم علیٰ وجہ البصیرت آپؐ کے آخری نبی ہونے پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ آخری مقام جو آپؐ کو معراج میں دِکھایا گیا۔ اور آپؐ نے اس کی جو تصویر کھینچی ہے۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور آپؐ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ ہم تو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے کہ قرآن کریم یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس قسم کے عظیم رؤیا اور کشوف اور عظیم رُوحانی تجربات کا انکار کریں۔ اس معنی میں آپ تمام انبیاء پر فضیلت رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور یہی معنے آپؐ پر چسپاں ہوتے ہیں۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ اپنی جگہ دُرست مگر مقامِ محمدیّت مقامِ ختمِ نبوّت جس کا سورۂ احزاب میں ذکر ہے اور اس مقامِ محمدیّت میں منفرد ہونے کے لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں۔ اور خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہیں۔

تاہم وُہ بنیادی حقیقت جو معراج کی رات نوعِ انسان کو دکھائی گئی وہ کچھ اور بھی بتاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مقامِ محمدیّت عرشِ ربّ کریم پر ہے۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت میں سے کوئی شخص رُوحانی رفعتوں کو حاصل کرتے کرتے ساتویں آسمان تک پہنچ جائے اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پہلو میں جگہ پائے تب بھی آپؐ کے آخری نبی ہونے میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔ کیونکہ آپؐ کا مقام تو بہت بلند ہے۔ آپ آخری مقام یعنی مقامِ محمدیت پر فائز ہیں۔ اور یہ وہ مقام ہے جس کے بعد کوئی اَور رُوحانی مقام نہیں ہے۔ عرشِ ربّ کریم کے بعد تو کوئی اَور چیز ہو ہی نہیں سکتی۔ آپؐ اس آخری مقام پر کھڑے ہیں جہاں تک کسی کا پہنچنا ہی ناممکن ہے۔ کسی کا آگے بڑھنا شرعاً ناممکن ہے۔ کسی کا آگے بڑھنا انسانی فطرت کے خلاف ہے کیونکہ فطرت کا نچوڑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ اور آپؐ کا مقام، مقامِ محمدیّت ہے۔ عرشِ ربّ کریم ہے۔ اگر کوئی اُمّتی آپؐ کی متابعت میں ساتویں آسمان پر بھی پہنچ گیا تو وہ ختمِ نبوّت پر کیسے خلل انداز ہو گیا۔ ختمِ نبوّت کا مقام ساتواں آسمان نہیں بلکہ اس سے بہت بلند بہت پرے ہے۔ اور ختمِ نبوّت یعنی مقامِ محمدیّت کے پرے کوئی چیز نہیں ہے۔ عرشِ ربّ کریم کے بعد تو کوئی اَور مقام نہیں ہے۔ وہاں تک کسی کے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نہ ہی اس سے ورے رہ کر ختمِ نبوّت میں کوئی خلل پڑتا ہے۔ مثلاً ہمارے سامنے پہاڑیاں ہیں۔ ایک شخص سب سے اُونچے پتھر پر کھڑا ہے۔ وہاں صرف ایک ہی آدمی کھڑا ہو سکتا ہے۔ اب نیچے سے ایک اور شخص اُوپر چڑھتا ہے اور چڑھتے چڑھتے وہ اس جگہ تو نہیں پہنچ سکتا۔ دس گز ورے رہ جاتا ہے۔ اس کا دس گز ورے مقام حاصل کر لینے کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ وہ دوسرا شخص پہاڑی کے آخری اور سب سے بلند مقام پر کھڑا نہیں ہُوا۔

ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں اس معنوں میں جس معنی میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ہمارے محبوب اور پیارے ہیں آخری نبی سمجھنا چاہیئے لیکن بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی

کے باوجود کوئی شخص پہلے آسمان پر بھی نہیں جا سکتا بعض کہنے والے کہتے ہیں کہ دوسرے آسمان پر بھی کوئی نہیں جا سکتا کہنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ تیسرے آسمان پر بھی کوئی نہیں جا سکتا کہنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ چوتھے اور پانچویں آسمان پر بھی کوئی نہیں جا سکتا۔ حالانکہ اگر آپ کی اُمت میں سے کوئی شخص حضرت آدم کا رتبہ اور آپ کی رفعت حاصل کر لے تو مقامِ محمدیت پر اس کا کیا فرق پڑا وہ تو چھ سات آسمان تک آپ سے نیچے ہے اسی طرح اگر کوئی آدمی ساتویں آسمان تک پہنچ جاتا ہے (جس کی حدیث میں بھی خوشخبری دی گئی ہے) تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقام تک پہنچنے سے ختمِ نبوت پر اثر پڑتا ہے تو حضرت ابراہیم کا وجود یہ اثر ڈال چکا ہے کسی اور کو رخنہ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن فی الواقع یہ امر رخنہ نہیں ڈالتا کیونکہ حضرت ابراہیم کی دعاؤں کا ثمرہ آپ کی قربانیوں کا نتیجہ تھا کہ ایک ایثار پیشہ قوم تیار ہو گئی جسے ابراہیم علیہ السلام نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے تیار کیا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ مقام پر اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے کس چیز پر قربان کرنے کیلئے؟ خدا نے فرمایا تھا میرے عرش پر میری عرش کے رفعتوں کے حصول کے بعد میری دائیں طرف بیٹھنے والا تیری نسل میں پیدا ہونے والا ہے اس فخر پر (جو تجھے نصیب ہو رہا ہے کہ وہ تیری نسل میں پیدا ہو گا) اللہ تعالٰے کی حمد کرتے ہوئے اپنی نسل کو اس

ممتاز اور منفرد شخصیت

پر قربان کر دو۔ گو اس کی تعبیر کچھ اور تھی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام ظاہری طور پر اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

اس کی تعبیر یہ تھی اور تاریخ بھی ہمیں یہی بتاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سینکڑوں سال تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کی تیاری کرتی رہی ہے۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ کسی جگہ ڈی سی نے آنا ہوتا ہے تو تین چار دن پہلے تیاری کی جاتی ہے کمشنر صاحب نے آنا ہو تو آٹھ دس دن پہلے اور صدر مملکت مثلاً امریکہ کا صدر نکسن ہو تو اس کے استقبال کے لئے لوگ کئی مہینے پہلے تیاری کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مگر وہ عظیم ہستی جس کے مقابلہ میں جس سے ارفع کسی انسان نے پیدا نہیں ہونا تھا۔ اس کے استقبال کے لئے صدیوں کے استقبال کی ضرورت تھی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک قوم تیار کی جانی تھی جس نے آپ کا استقبال کرنا تھا اور آپ کی قوتِ قدسیہ اور روحانی اثرات کو قبول کرنا تھا جس نے اپنے عمل سے یہ ثابت کرنا تھا کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے اسی طرح ہم اپنی نسلوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر خدا کی خاطر قربان کرنے کیلئے تیار ہیں یہ وہ ذبح عظیم ہے جس کی خاطر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جان بچ گئی اور یہی وہ ذبح عظیم ہے جس کی ہزاروں مثالیں ابتدائے دورِ اسلام میں ملتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام اور آپ کے مشن کے دفاع میں میدانِ کارزار میں جو کٹتی ہوئی گردنیں نظر آتی ہیں وہ

ذبح عظیم کی درخشندہ مثالیں

ہیں ایک قوم کو تیار کرنے کا حکم تھا جو خدا کی راہ میں اپنی جانیں قربان کر دے ایک بچے کی جان لینے سے کام نہیں بنتا۔ چنانچہ ایک جانثار قوم تیار ہوئی اور اس قوم کے لوگ بدر کے میدان میں شہید ہوئے پھر وہ جنگِ اُحد میں شہید ہوئے یکے بعد دیگرے ہر جنگ میں شہید ہوتے رہے وہ عرب کے میدانوں میں شہید ہوئے وہ روم کے میدانوں میں شہید ہوئے وہ مصر کے میدانوں میں شہید ہوئے وہ مغربی افریقہ کے میدانوں میں شہید ہوئے وہ سپین سے آگے نکل کر فرانس کے شمالی علاقوں میں جا نکلے جو اس وقت ترکی میں شامل تھا اور پھر ہالینڈ تک چلے گئے انہوں نے اپنی جانوں کو خدا کی راہ میں قربان کرتے ہوئے زمین کو اپنے خون سے سرخ کر دیا۔

پس یہ ہے وہ ذبح عظیم جو حضرت اسماعیل کی نسل سے لی گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا روحانی رفعتوں کے حصول پر ساتویں آسمان تک پہنچ جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محمدیت میں رخنہ ڈالنے والا نہیں بلکہ آپ کی عظیم روحانی مہمات میں ممد و معاون بننے والا ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل کو حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کیا تھا اس طرح اگر آج بھی آپ کا کوئی روحانی فرزند ایک ایسی جماعت کو تیار کرنے کے لئے کھڑا ہو جو پہلوں کی طرح یا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل کی طرح اپنی جانوں کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان کرنے والے ہوں اور اس وجہ سے وہ شخص یعنی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند جلیل حضرت ابراہیم کے ساتھ ساتویں آسمان تک پہنچ جائے تو کوئی جاہل ہی یہ کہے گا کہ اس سے خاتم النبیین کے اندر رخنہ پڑ گیا۔ اور خلل واقع ہو گیا۔ نہ پہلے آنے والوں کے نتیجہ میں رخنہ پڑا اور نہ بعد میں آنے والے اُمتی اور ظلی نبی کے آنے پر خلل واقع ہو سکتا ہے

آخری نبی کا یہی وہ مقام یعنی

مقامِ محمدیت

جس کی رُو سے ہم حضرت رسول کریم صلی اللہ کو آخری نبی سمجھتے ہیں اور ہم آپ کے اس قول پر بھی یقین رکھتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ دیکھو تم میں سے جو بھی تواضع اور عاجزی اختیار کرے گا اللہ تعالٰے اس کو روحانی طور پر رفعتیں عطا کرے گا مگر ایک وہ بھی ہو گا۔ اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ جس کی عاجزی اور تواضع جس کی اطاعتِ محمد اور فنا فی محمد کا رتبہ اپنی انتہا کو پہنچا ہوا ہو گا وہ عجز کے انتہائی مقام، تواضع کے انتہائی مقام اور عشق محمد کے انتہائی مقام سے سرفراز ہو گا دراصل عجز اور انکساری عشق کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے پس جس کی یہ کیفیت ہو گی (اذا تواضع العبد) اس کے متعلق خدا وعدہ کرتا ہے رفعه الله الى السماء السابعة کہ اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان تک پہنچا دے گا اور اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں لے جا کر کھڑا کر دے گا۔

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام روحانی رفعتوں کے لحاظ سے ساتویں آسمان پر پہنچے لیکن وہ پاک وجود جس نے عرش رب عظیم پر جگہ پانی تھی اور ختمِ نبوت سے مشرف ہونا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رفعتیں آپ کے اس بلند مقام میں رخنہ ڈالنے والی نہیں تھیں تو آپ کا وہ فرزند جس نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا اور

غلبۂ اسلام کے لئے

جس کی تڑپ نے اور جس کے دل میں خدا اور اس کے رسول کے پیار نے اور جس کی متضرعانہ دعاؤں نے ایک ایسی قوم پیدا کی جس نے ساری دنیا کے ساتھ جنگ کو قبول کیا لیکن حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت کا رشتہ منقطع نہیں کیا اس فرزندِ جلیل کے اس روحانی رتبہ کی وجہ سے جو ساتویں آسمان پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے ہے اس سے ختمِ نبوت میں کیسے خلل پڑ گیا۔ یہ ایک سمجھنے کی بات ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھ دے۔

باقی ہم سمجھتے ہیں کہ جو شخص یہ مسئلہ نہیں سمجھتا وہ دراصل بغض کی وجہ سے یا جہالت کے نتیجہ میں یا تعصب کی وجہ سے یا روحانی اقدار کے حاصل نہ کر سکنے کے نتیجہ میں ایسا کرتا ہے کیونکہ امتِ محمدیہ کے بڑے بڑے مختلف گروہوں کے علماء ظاہر اور باطن میں بٹے ہوئے نظر آتے ہیں پہلے لوگوں نے بھی ان کے متعلق یہی کہا ہے اور اب بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔ ایک گروہ وہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم سکھایا اور ایک وہ ہے جس نے خدا کے سکھائے ہوئے کو یاد کیا کچھ سمجھ کر اور کچھ بغیر سمجھنے کے دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے میں اس وقت اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتا بہرحال ہم بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء اور آخری نبی مانتے ہیں اور اس محکم یقین پر قائم ہیں کہ کوئی شخص روحانی رفعتوں کے لحاظ سے پہلے دوسرے، تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں آسمان تک پہنچنے کے باوجود

مقامِ ختمِ نبوت

میں خلل انداز نہیں ہو سکتا ساتویں آسمان پر پہنچ کر اس کا مقام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے نیچے مگر آپ کے قریب تر مقام ہو گا کیونکہ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقام کے درمیان ایک پورا ساتواں آسمان حائل ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ قرب نہیں پا سکے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پایا تھا اس واسطے ان کے دل میں جب یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اس تجلی کو دیکھیں جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی تھی تو اس کے ہزارویں حصہ سے بھی تھوڑی جھلک کے نتیجہ میں خَرَّ مُوسٰى صَعِقًا (الاعراف) یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو یہ نظارہ دکھایا لیکن جو شخص ساتویں آسمان پر پہنچ گیا وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے ہے آپ سے نیچے ہے بعد نہیں جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی قرب اور آپ کی قدموں کی خاک میں بیٹھنا جس کے لئے فخر کا موجب ہے وہ آپ کے احترام کے منافی کس طرح بات کرنے والا سمجھا جا سکتا ہے وہ تو آپ کے پیار میں گم ہے اس کی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیوست ہے وہ تو آپ پر ہر آن فدا ہوتا رہا اور عاجزی سے

خدمتِ اسلام کے کاموں

میں لگا رہا اس کے وجود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کارفرما رہی اسکی قائم کردہ جماعت آج بھی اس بات پر فخر محسوس کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسے اسی طرح چنا جس طرح پہلے لوگوں کو چنا تھا تا کہ وہ خواب جو حضرت ابراہیم کو دکھائی گئی تھی وہ دوبارہ پوری ہو دنیا پھر فدائیت اور جانثاری کے نمونے دیکھے جس طرح پہلے [illegible] دنیا پر غالب آیا تھا اب پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جانثاروں کی قربانیاں اور جانثاری کے نتیجہ میں اسلام ساری دنیا پر غالب آئے، ساری دنیا پہ۔

پس یہ وہ [illegible] اور آپ پیدا کئے گئے ہیں باقی کسی کو مومن کہنا [illegible] کہنا یہ دو طرح ہوتا ہے جس شخص نے اپنا ایمان کسی انسان مثلاً

زید کے فتویٰ سے کافر بن گیا ہو اس شخص کا ایمان اس شخص کے کفر سے جو زائل ہو سکتا ہے اور ہونا چاہیئے کیونکہ اس "زید" نے اس کو مومن کہا ہے۔ اگر زید بکر کو مومن کہتا ہے اور بکر کہتا ہے کہ مجھے چونکہ زید نے مومن کہا ہے اس لئے میں مومن ہوں۔ زید اگر کسی وقت بکر کو کافر کہے تو وہ کافر ہو گیا کیونکہ اس کے ایمان کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات نہیں بلکہ زید کا فتویٰ ہے لیکن اگر کسی شخص کو ایمان خدا سے حاصل ہوا ہو اور اس حقیقت کے بعد حاصل ہوا ہو کہ لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى جس شخص کو

خدا تعالیٰ نے مومن کہا ہے

خدا کا کوئی بندہ اگر اسے ہزار دفعہ کافر کہے تو وہ کافر نہیں ہو جاتا کیونکہ اس نے اپنا ایمان انسان کے فتویٰ کی وجہ سے حاصل نہیں کیا نہ کسی سیاسی اقتدار کی سند سے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا یہ واقعہ بڑا ہی اہم، بڑا عجیب، بڑا دلچسپ، بڑا پیارا اور بڑی بنیادی حیثیت کا حامل ہے اور وہ یہ کہ ابھی آپ کو بیعت لینے کا حکم نہیں ملا تھا کہ ہندوستان کے چوٹی کے دو سو علماء نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا یعنی کہ دو سو چوٹی کے علماء کے فتوے تو تھے اور آپ کے گھر میں کوئی احمدی نہ تھا کیونکہ آپ نے ابھی بیعت لینی شروع نہ کی تھی۔ ابھی آپ کو

بیعت لینے کا حکم

نہیں ملا تھا۔ پھر دیکھو وہ جو پہلے دو سو تھے اسی سال میں ہزاروں ہو گئے۔ بالفاظ دیگر دو سو فتوے ہزاروں فتووں کا رنگ اختیار کر گئے۔ مگر وہ جو اکیلا تھا جس کے ساتھ شروع میں ایک بھی احمدی نہیں تھا اس کی آواز جو قرآن کریم کے عشق میں ڈوبی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کے پیار سے لبریز ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں SATURATED ہے یعنی ایسی محبت جس سے زیادہ محبت ہو ہی نہیں سکتی یہ آواز ساری دنیا میں گونج رہی ہے اور کفر کے فتوے اس کی گرد کو بھی نہیں پا سکتے وہ لوگوں کو خواب کے ذریعہ بتاتا ہے ان کی

عقل و فراست میں ایک چمک

اور نور پیدا کرتا ہے اور انہیں مسئلے سمجھ آجاتے ہیں۔ چنانچہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی بار بتایا ہے یہ اسی چمک کا نتیجہ تھا کہ افریقہ کے ایک بہت بڑے افسر کے دل میں خیال پیدا ہوا اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میرا اندازہ ہے کہ دس سال تک ہمارے ملک میں احمدیوں کی اکثریت ہو جائے گی جب اکثریت احمدیوں کی ہو گی اس وقت تم نے بیعت کی تو کیا فائدہ اس واسطے ابھی تم جا کر بیعت کر لو۔ اب یہ کوئی عقلی دلیل تو نہیں البتہ فراست کی ایک چمک ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دماغ میں یہ بات ڈالی اور اس نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی۔

غرب کے ایک ملک میں ایک جگہ ایک شخص اپنے دو ساتھیوں سمیت ایک احمدی دوست سے ملا۔ اس احمدی دوست سے جب احمدیت کے متعلق باتیں کیں تو اس نے کہا میری بیعت لو ہمارے اس دوست نے کہا تمہیں احمدیت کا کچھ پتہ نہیں تم نے سلسلہ کی کتابیں نہیں پڑھیں احمدیت قبول کرنے کے بعد بڑا شور مچتا ہے راستے میں کانٹے بکھیرے جاتے ہیں۔ یہ پھولوں کی کوئی سیج تو نہیں جس پر تم نے لیٹنا ہے اس لئے پہلے مجھ سے کتابیں لو ان کو پڑھو سوچو اور دعائیں کرو پھر شرح صدر کے بعد بیعت کرو وہ کہنے لگا کہ نہیں میں نے ابھی بیعت کرنی ہے اور اس کی ایک وجہ ہے کہ میں ایک دوسرے ملک کا رہنے والا ہوں میرے والد کی وفات پر کئی سال گزر چکے ہیں میرے والد کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے اپنے لڑکوں کو بلایا اور ہمیں وصیت کی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ

امام مہدی ظاہر ہو چکا

میرا باپ وصیت کرتے وقت زار و قطار رو رہا تھا کہ میں بدقسمت انسان ہوں مجھے امام مہدی کی شناخت کا شرف حاصل نہیں ہوا مجھے ان کا پتہ نہیں لگ سکا اس لئے میں تمہیں (اپنے بیٹوں کو) یہ وصیت کرتا ہوں کہ تم جب بھی امام مہدی کا ذکر سنو بیعت کر لینا اور ان کی جماعت میں شامل ہو جانا۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ کسی مبلغ کا کارنامہ ہے نہیں یہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو آسمانوں سے نازل ہوتے اور دلوں میں تبدیلی پیدا کرتے چلے جاتے ہیں یہ تو انشاء اللہ ہوتا جائے گا تاہم خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ فرمایا ہے کہ دین متین اسلام کی تبلیغ کرتے رہو کہ تمہیں ثواب دے دیا کروں گا یہ کام تو دراصل خدا کا ہے وہ کر رہا ہے میں یہ بتا رہا ہوں کہ دنیا جہان کے علماء ظاہر نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل پر کفر کے فتوے لگائے مگر خدا تعالیٰ نے ان کفر کے فتووں کو قبول نہیں کیا اگر وہ انہیں قبول کر لیتا تو احمدیت کو مٹانے کے لئے ایک آدمی کا فتویٰ کافی تھا پس اگر احمدیت کو مٹانے کے لئے ساری دنیا اکٹھی ہو گئی غلبۂ اسلام کی مہم ناکام بنانے کے لئے ایک جہان جمع ہو گیا لیکن خدائے قادر و توانا کے دست قدرت سے جاری ہونے والی مہم کی راہ میں نہ دنیا کے جتھے، نہ دنیا کے اموال اور نہ لوگوں کے فتوے روک بن سکے۔

یہ مہم روز افزوں ترقی پر ہے

پس یہ تو صحیح ہے مگر دوست اس بات کو کبھی نہ بھولیں کہ اس مقصد کے لئے ہم سے قربانی لی جائیگی اور وہ ہمیں دینی پڑے گی لیکن دنیا کی کوئی طاقت غلبۂ اسلام کی مہم کو ناکام نہیں بنا سکتی نہیں بنا سکتی نہیں بنا سکتی یہ تو انشاء اللہ کبھی نہیں ہو گا کیونکہ خدا اپنے وعدوں کا سچا ہے وہ اپنے وعدے ضرور پورے کرتا ہے یہ تو پیار کا ایک عظیم سلوک ہے تاہم جہاں پیار کی تقسیم کا سوال ہے شمشیر دستہ ہوتا ہے وہاں بعض شرائط بھی جاتی ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ فرمایا ہے کہ تم قربانی دو اپنی بساط کے مطابق اپنا روکھا سوکھا دو مجھ سے پیار کرو اپنی قوتوں اور استعدادوں کے لحاظ سے صرف مجھ سے ڈرو کسی اور سے نہ ڈرو چنانچہ احمدیت کے خلاف ساری دنیا اکٹھی ہو گئی مگر احمدی کہاں اور کس سے ڈرے یہاں بھی مخالف وہاں بھی مخالف مگر یہاں بھی وہاں بھی ہر جگہ احمدیت ترقی کر رہی ہے یورپ میں بھی امریکہ میں بھی جزائر میں بھی اور افریقہ میں مشرقی افریقہ میں بھی اور مغربی افریقہ میں بھی۔ جنوبی افریقہ میں بھی اور شمالی افریقہ میں بھی احمدیت پھیل رہی ہے چنانچہ بعض دفعہ تو بڑے عجیب و غریب حالات سامنے آتے رہتے ہیں میں نے پہلے بھی بتایا تھا عراق کے ایک بہت بڑے عالم اور موتمر عالم اسلامی کے رکن احمدی تھے لیکن بعض حالات کی وجہ سے قرآن کریم نے بھی بعض حالات میں اخفاء کی اجازت دی ہے ہمارے ساتھ ان کا رابطہ نہیں تھا ایک دفعہ جب اپنے ملک سے باہر موتمر عالم اسلامی کے اجلاس میں شریک ہونے کے لئے گئے تو انہوں نے مجھے بڑے پیار کا خط لکھا بالکل ایسے ہی جیسے ہمارے مخلصین خط لکھتے ہیں حالانکہ وہ اتنی دور بیٹھے ہوئے تھے ان سے ہماری خط و کتابت بھی نہیں تھی لیکن پیار کے اظہار کے لئے معین الفاظ نہیں ہوا کرتے پیار تو الفاظ میں سے خود پھوٹ پھوٹ کر باہر نکل رہا ہوتا ہے چنانچہ جب ان کا خط مجھے ملا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی بڑی حمد کی۔

اسی طرح پچھلے سال کی بات ہے

ایک احمدی دوست ترکی گئے

ان کو ایک ترک ملا کہنے لگا آپ کا جماعت احمدیہ سے تعلق ہے میری بوڑھی ماں احمدی ہے اور چونکہ وہ بہت بوڑھی ہو چکی ہے ہوٹل میں نہیں آسکتی آپ وہاں گھر پر چلیں تو اسے بڑی خوشی ہو گی وہ بڑھیا پتہ نہیں کب سے احمدی ہے لیکن ہمیں اس کا پتہ ہی نہیں تھا کہ وہ کس طرح احمدی ہوئی کن حالات میں احمدی ہوئی اس تک احمدیت کا پیغام کیسے پہنچا میں سمجھتا ہوں اس قسم کے بوڑھے لوگ شاید درجنوں اور ہوں میری خواہش ہے کہ ہم کوشش بھی کریں گے ان سے ملاپ ہو جائے اللہ تعالیٰ زندگی دے پتہ لگے اللہ تعالیٰ کے فرشتے احمدیت کے پیغام کو کن راہوں سے لوگوں تک لے گئے اور اس طرح ان کے دلوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام محمدیت میں منفرد ہیں آپ کے سوا کسی اور شخص کو یہ مقام حاصل نہیں ہے آپ خاتم النبیین ہیں اور

روحانی رفعتوں کے لحاظ سے

آپ آخری نبی ہیں آپ اس وقت سے آخری نبی ہیں جس وقت ابھی آدم کو نبوت تو کیا انہیں ابھی وجود بھی عطا نہ ہوا تھا غرض سب نبوتیں نبوت محمدیہ کے تحت حاصل کی گئی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی نبوت کی خاطر اور اسی مقام محمدیت کی خاطر ساری کائنات کو پیدا کیا تھا اسی لئے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روحانی رفعت تو ان کے آسمان تک پہنچنے کے باوجود ختم نبوت کے منافی نہیں ہے اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کی روحانی رفعت پہلے آسمان تک پہنچنے کے باوجود ختم نبوت میں خلل اندازی نہیں کر رہی۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ میرے روحانی فرزند یعنی علماء باطن جو مجھ سے قرآنی علوم حاصل کر کے قرآن کریم کی شریعت کو زندہ و تابندہ رکھیں اور ہر صدی میں آتے رہیں گے وہ بھی انہیں انبیاء کی طرح ہیں جو میں سے

کوئی پہلے آسمان تک پہنچا

کوئی دوسرے پر کوئی تیسرے پر کوئی چوتھے پر کوئی پانچویں پر کوئی چھٹے پر اور ایک ایسا بھی ہو گا جو انتہائی عاجزی اور عشق کے مراحل طے کرنے کے بعد اور محبت کی انتہائی رفعتوں کو پا لینے کی وجہ سے ساتویں آسمان میں حضرت ابراہیم کے پہلو میں جا پہنچے گا اور سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ پائے گا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روحانی رفعت ساتویں آسمان تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محمدیت میں کوئی رخنہ اندازی نہیں کرتی۔

دوسرے یہ تصویر یہ حقیقت معراج ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ کسی کی روحانی رفعتیں سات آسمانوں میں محصور ہونے کی وجہ سے مقام ختم نبوت میں کوئی خلل نہیں ڈالتیں کیونکہ وہ ارفع مقام اس مقام سے اوپر کا مقام ہے اور ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ روحانی رفعتوں کے حصول کے لئے اپنی اپنی استعداد کے مطابق کوشش کرو

یہ بشارت بھی دی گئی ہے

کرامت محمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسا فرزند جلیل پیدا ہو گا جو ساتویں آسمان تک پہنچ جائے گا تاہم اس کا مقام حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہے۔

تیسرے یہ کہ جو شخص انسان کے فتووں سے مومن بنتا ہے انسان کے کفر کے فتوے اس کا ایمان چھین سکتے ہیں۔ مگر جو شخص خدا تعالیٰ کی بشارت کے مطابق ایمان حاصل کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت اور پیار کو پاتا ہے خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ہستی اس کے ایمان کو چھین نہیں سکتی خواہ ساری دنیا ہی زور کیوں نہ لگا لے۔

اعلان: جن جماعتوں میں تا حال مجالس خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں نہیں آیا وہ مہربانی کر کے جلد قائدین کا انتخاب کروا کر مرکز سے منظوری حاصل کر لیں (مہتمم تجنید)

زندہ نبی ۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال ٭ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

از مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

ابتدائے دنیا میں تمام بنی نوع انسان ایک جگہ تھے اس وقت ان کے حالات کے مطابق ان کے لئے ایک ہی قسم کی تعلیم کافی تھی اور ایک ہی رسول تھا یعنی حضرت آدم علیہ السلام جب آہستہ آہستہ وہ مختلف ممالک میں پھیل گئے تو پھر ایک نبی کی آواز دوسرے ملک میں نہیں پہنچ سکتی تھی تب خدا نے مختلف ملکوں میں اپنے نبی بھیجے اور ہر ملک کی دماغی حالت کے مطابق تعلیم نازل فرمائی تاکہ کوئی قوم اس ہدایت سے محروم نہ رہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے :۔

"اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ"

کہ ہر قوم میں خدا کے برگزیدہ اور فرستادہ آتے رہے ہیں۔ جب نسلیں ترقی کر گئیں۔ غیر آباد ممالک آباد ہوئے۔ آبادیوں کے فاصلے کم ہوئے۔ ذرائع آمد و رفت میں سہولت و ترقی ہوئی اور انسانی دماغ اس حد تک پہنچ گیا کہ وہ مختلف حالات کے متوازی تعلیمات کو سمجھ سکے۔ اور ان کا استعمال کر سکے تو ضرورت محسوس ہوئی کہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک کامل دین کا ظہور ہو جس طرح آدم اول کے زمانہ میں ایک ہی اُمت تھی اور ایک ہی کلام تھا اسی طرح اس زمانہ میں بھی ایک ہی کلام ہو اور ایک ہی اُمت ہو۔ چونکہ سب قوموں کا ایک ہی خدا ہے اس لئے ضروری تھا کہ تمام قومیں اور افراد ایک ہی نقطہ مرکزیہ کی طرف جھکتے یا ایک نقطہ پر جمع ہونے کے سامان پیدا ہوتے۔ اگر دنیا روحانی طور پر ایک نقطہ پر جمع نہ ہوتی تو خدائے واحد کی وحدانیت کس طرح ثابت ہو سکتی تھی۔ چنانچہ یہ نقطہ مرکزی بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور آپ ہی وہ پہلے انسان ہیں جو رحمۃ للعٰلمین قرار پائے اور جنہوں نے تمام دنیا کو خطاب کیا کیونکہ پہلے نبی ایک مخصوص علاقہ یا قوم کی طرف مبعوث ہوا کرتے تھے چنانچہ آپ نے اعلان فرمایا :۔

"یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا" (اعراف)

اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔ اور آپ کی پیش کردہ کتاب یعنی قرآن مجید دنیا کو متحد کرنے والی آخری تعلیم ہے۔ چونکہ آپ کا دائرہ عمل تمام دنیا تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام نبیوں کا سرتاج اور افضل الرسل بنایا۔ اور آپ کی شریعت کو عالمگیر قرار دیا اور آپ کی ذات والا صفات کو خوبیوں کا جامع بنایا۔ انسانی زندگی میں پیش آنے والے مختلف حالات میں سے آپ کو گزار کر دنیا کے تمام انسانوں کے لئے اسوۂ حسنہ اور کامل نمونہ بنا دیا۔ اور آپ کو وہ قوت قدسیہ عطا فرمائی جس کی نظیر پہلے انبیاء میں نظر نہیں آتی۔ چنانچہ آپ نے جس رنگ میں روحانی دنیا میں ایک پاکیزہ انقلاب برپا کیا۔ اس کے متعلق حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

"کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت کی نبوت پر ہے۔ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے۔ جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا اور پھر آپ نے ایسے وقت میں انتقال فرمایا۔ جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہِ راست اختیار کر چکے تھے اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکروں کی طرح ذبح کئے گئے اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے۔ جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی "

(لیکچر سیالکوٹ نومبر ۱۹۰۴ء)

نیز فرمایا :۔

کہتے ہیں یورپ کے نادان یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دین کو پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
معنیٔ رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار
نور لائے آسمان سے خود بھی وہ اک نور تھے
قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم امی محض تھے مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل و کرم سے علوم و حقائق اور معارف کا ایک بحر بیکراں بنا دیا اسی لئے تمام دنیا کی روحانی و اخلاقی اصلاح کا بار گراں آپ کے کاندھوں پر ڈالا گیا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

امی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نہ منسوخ ہونے والی عالمگیر شریعت عطا فرمائی اور آپ کے فیضان کو قیامت تک کے لئے جاری فرمایا ہے اور ایک انسان آج بھی آپ کی کامل اتباع و فرمانبرداری کر کے خدا کے قرب کو حاصل کر سکتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

"قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ"

اعلان کر دو کہ اے لوگو اگر تم خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری پیروی و اتباع کرو۔ چنانچہ اس امت محمدیہ میں بے شمار اولیاء و اقطاب اور ابدال گزرے ہیں۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ سے فیضان حاصل کیا اور خدا کے مقرب بن گئے۔ اس زمانہ میں بھی آپ کی روحانی زندگی کے ثبوت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے مہدی اور مسیح حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

(الف)۔ "تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو ...... نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہیں اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا۔ جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کیلئے ضروری تھا۔ کیونکہ ضروری تھا کہ دنیا ختم نہ ہو جب تک محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا۔ اسی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔" (کشتی نوح)

(ب)۔ "میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول صرف ایک ہے۔ یعنی محمد مصطفیٰ صلعم۔ اس ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کر کے بھیجا ہے۔ جس کو شک ہو وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی کرالے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو کچھ عذر بھی تھا۔ مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں۔ کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے۔ اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلعم ہیں۔ دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے۔ جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پیش کیا گیا۔ اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے۔ جس کے قدم پر نئے سرے سے دنیا زندہ ہو رہی ہے۔ نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ برکات ظہور میں آ رہے ہیں۔ غیب کے چشمے کھل رہے ہیں پس مبارک وہ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکال لے۔" (لیکچر زندہ رسول)

(ج)۔ "ایک بڑی دلیل اس بات پر کہ ہمارے نبی صلعم روحانی طور پر اعلیٰ زندگی رکھتے ہیں۔ دوسرا کوئی نہیں رکھتا۔ آپ کے

تاثیرات اور برکات کا زندہ ثبوت ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سچے مسلمان آنحضرت صلعم کی سچی پیروی کر کے خدا کے مکالمات سے شرف پاتے ہیں اور فوق العادت خوارق ان سے صادر ہوتے ہیں اور فرشتے ان سے باتیں کرتے ہیں۔ دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں اس کا نمونہ ایک یہی بھی موجود ہوں۔" (زندہ رسول)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالےٰ کا یہ الہام نازل ہوا کہ "کلّ برکۃٍ من محمّدٍ صلّی اللہ علیہ وسلّم فتبارک من علّم و تعلّم" کہ تمام برکات جو آپ پر نازل ہوئی ہیں۔ یہ سب محمد مصطفیٰ صلعم کا فیضان ہے۔ پس آنحضرتؐ ایک بابرکت اُستاد ہیں اور حضرت مرزا صاحب ان کے ایک برکت والے شاگرد ہیں چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں:۔

دگر اُستاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

نیز فرمایا:۔

"اگر میں آنحضرت صلعم کی اُمت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔"

(تجلیات الٰہیہ ص۲۵)

نیز فرماتے ہیں:۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمالِ محمدؐ است

ایں آتشم ز آتشِ مہر محمدی است
ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

پس حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا وجود باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک روشن ثبوت ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضات روحانیہ۔ آپ کی صداقت و حقانیت پر زندہ گواہ ہیں اسی لئے آپ سیّد ولد آدم۔ رحمۃ اللعالمین اور افضل الانبیاء ہیں ؎

یاربّ صلّ علیٰ نبیک دائمًا
فی ھذہ الدنیا وبعثٍ ثانی

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عظیم منصوبہ کا روحانی پہلو

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عالمگیر منصوبے کی کامیابی کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کے سامنے نفلی عبادات اور ذکرِ الٰہی کا ایک خصوصی پروگرام رکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۔ جماعتِ احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک ہر ماہ احبابِ جماعت ایک نفلی روزہ رکھا کریں۔ جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

۲۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نمازِ عشاء کے بعد سے کر نمازِ فجر سے پہلے تک یا نمازِ ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

۳۔ کم از کم سات بار روزانہ سورہ فاتحہ کی تلاوت کی جائے۔ اور اس پر غور و تدبر کیا جائے۔

۴۔ تسبیح[۱] و تحمید اور درود شریف اور استغفار کا ورد روزانہ ۳۳، ۳۳ بار کیا جائے۔

۵۔ مندرجہ ذیل دُعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں:۔

(الف) رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ۔

(ب) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

[۱] تسبیح و تحمید:۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ
درود شریف:۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ
استغفار:۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ ٭

اخبار قادیان

٭۔ مکرم سعید احمد صاحب آف لندن ابن مکرم ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب درویش مع اہل و عیال اپنے والد محترم اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے لئے مورخہ ۳۰؍۱؍۷۹ کو قادیان تشریف لائے۔

٭۔ مکرم رشید احمد صاحب نور لندن سے مورخہ ۴؍۲؍۷۹ کو زیارتِ مقاماتِ مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے اور مورخہ ۵؍۲؍۷۹ کو واپس تشریف لے گئے۔

٭۔ مورخہ ۴؍۲؍۷۹ کو مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور انسپکٹر بیت المال آمد کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ زچہ بچہ کی صحت و سلامتی اور نومولودہ کے نیک اور خادمِ دین بننے کے لئے احباب دُعا فرمائیں۔

٭۔ مکرم بشیر احمد صاحب شاہد درویش چند یوم سے بعارضہ بخار وغیرہ بیمار ہیں۔ اسی طرح مکرم شیر احمد خاں صاحب درویش امرتسر ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ جہاں موصوف کی دیگر امراض کے علاوہ یرقان کا بھی علاج کیا جا رہا ہے۔ احباب ہر دو کی کامل صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔

٭۔ مورخہ ۲؍۲؍۷۹ سے بعد نمازِ عشاء مسجد مبارک میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی جلسہ سالانہ ربوہ ۷۸ء کی تقاریر کی ٹیپ سُنائی جا رہی ہے۔ احباب و خواتین ذوق شوق سے حاضر ہو کر فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

درخواستِ دُعا

گزشتہ دنوں میرے چھوٹے بھائی عزیزم شوکت علی منڈاشی کی دوکان میں آگ لگ گئی تھی۔ بعض مخالفین احمدیت نے آگ بجھانے والوں کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن اس موقعہ پر اُنہیں میں سے ایک سعادت مند نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آگ میں کود کر سامان کو پوری طرح بچانے کی کوشش کی اور اس طرح اللہ تعالےٰ نے بڑے نقصان سے بچایا۔ جملہ احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کے کاروبار میں برکت عطا کرے۔ اور مخالفین کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

خاکسار۔ محمد شریف منڈاشی بھدرواہ۔

مالی قربانیاں اور غلبۂ اسلام

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ قادیان (دسمبر ۱۹۷۸ء) کے موقعہ پر احباب جماعت (جس میں قادیان اور بھارت میں مقیم تمام احمدی بھی شامل ہیں) کے نام اپنے روح پرور پیغام میں فرمایا ہے۔

"ہمیں خدا نے غلبۂ اسلام کے لئے پیدا کیا ہے تو پھر ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی طاقت کے مطابق اس بارہ میں ہر ممکن کوشش کریں اور قربانی کرنے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھیں ضرورت کے لحاظ سے ہماری کوشش میں جو کمی رہ جائے گی وہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود پوری کر دے گا ...... ہماری روحانی آنکھ حالات کے افق پر غلبۂ اسلام کے آثار دیکھ رہی ہے لیکن اس کے لئے ہمیں بہر حال قربانیاں دینی ہوں گی اپنے اموال اور اوقات کو قربان کرنا ہوگا۔"

پس مبارک ہے وہ احمدی بھائی جو پورے اخلاص اور شرحِ صدر کے ساتھ اپنے ذمہ لازمی چندہ جات سو فیصدی ادا کرنے کے علاوہ حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جاری کردہ تحریکات میں حصہ لے کر غلبۂ اسلام کو قریب تر لانے میں حصہ دار بنتا ہے اور اس طرح خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کر کے اس کے افضال اور انعامات سے فیض یاب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

ولادت

اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کے بڑے بھائی مکرم سلیم احمد صاحب افضل رائچور (کرناٹک) کو تین لڑکیوں کے بعد پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے "ندیم احمد ناصر افضل" نام تجویز کیا گیا ہے۔ احباب جماعت نومولود کی صحت و سلامتی نیک اور خادم دین بننے کے لئے دُعا فرمائیں۔

خاکسار۔ مظفر احمد افضل قادیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلموں سے حسنِ سلوک

از مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

قرآن شریف نے اپنی متعدد آیات میں اس بات پر خاص زور دیا ہے کہ دین کا معاملہ ہر کسی کی ضمیر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لئے دین میں کسی قسم کا جبر و اکراہ نہیں ہونا چاہیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا معاہدہ جو اسلام میں ہجرت کے بعد مدینہ کی یہود آبادی سے کیا اس کی بنیاد مذہبی آزادی اور مذہبی رواداری کے اصول پر قائم کی گئی تھی۔ اور اس کے بعد اگرچہ ان کے قبیلہ بنو نضیر کو ان کی شرارتوں اور فتنہ انگیزی کی سزا میں مدینہ سے جلا وطن کیا گیا لیکن انہوں نے اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی لے جانا چاہا جو انصار کی اولاد تھے مگر انصار کے عقیدہ کے نتیجہ میں یہودی بنا دیئے گئے تھے تو انصار نے انہیں مدینہ میں روک لینا چاہا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب یہ اختلافی مسئلہ پیش ہوا تو آپ نے یہ فرماتے ہوئے کہ دین کے معاملہ میں جبر نہیں ہو سکتا انصار کے خلاف فیصلہ فرمایا اور بنو نضیر کو اجازت دی کہ وہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے جائیں۔

(سیرت ابن ہشام معاہدہ یہود بعد از ہجرت)

غیر مسلموں سے تعلقات کے متعلق اسلام کی بنیادی تعلیم

اس بارہ میں قرآن مجید کی واضح تعلیم یہ ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ٘ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا١ؕ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى٘ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ١ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

(مائدہ)

یعنی اے مسلمانو تم خدا کی خاطر دنیا میں نیکی اور عدل کے قائم کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور چاہیئے کہ کسی قوم کی عداوت تمہیں عدل و انصاف کے رستے سے نہ ہٹائے بلکہ تم سب کے ساتھ عدل کا معاملہ کرو۔ کیونکہ یہی طریق تقویٰ کا تقاضا ہے۔ بس تم متقی بنو اور یاد رکھو کہ خدا تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔

یہ آیت غیروں کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کے لئے بطور ایک بنیادی پتھر کے ہے کیونکہ اس میں وہ اعلیٰ الاصول بتایا گیا ہے جس پر بین الاقوام اور بین الدول تعلقات قائم رہ سکتے ہیں اور اگر اس زریں اصول پر فریقین کی طرف سے پورا پورا عمل ہو تو باہمی تعلقات ہمیشہ کے لئے خوشگوار رہ سکتے ہیں گو ان کے بگڑنے کا کوئی امکان بھی نہ ہو اس تعلیم اور اس تعلیم کی مزید تفاصیل جو قرآن میں خدا تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں ان پر عملی جامہ پہناتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر اقوام کے نیک جذبات کا ہمیشہ احترام فرماتے ہوئے رواداری کی شاندار مثال اور نمونہ قائم فرمایا ہے چنانچہ بعض واقعات اس کی تائید میں ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱) جب طے قبیلہ سے جنگ ہوئی تو کچھ لوگ بطور قیدی پکڑے گئے ان میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آپ جانتے ہیں میں کس کی بیٹی ہوں آپ نے فرمایا کس کی بیٹی ہو اس نے کہا میں اس کی بیٹی ہوں جو مصیبتوں کے وقت لوگوں کے کام آیا کرتا تھا یعنی حاتم طائی کی وہ مسلمان نہ تھا لیکن چونکہ وہ لوگوں سے اچھا سلوک کرتا تھا۔ اس لئے اس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیٹی کو آزاد کر دیا اور اس کا بھائی جو گرفتاری کے خوف سے بھاگا پھرتا تھا آپ نے اسی وقت اسے سواری دے کر کہا کہ جا کر اپنے بھائی کو بھی لے آؤ چنانچہ وہ گئی اور اسے لے آئی اس پر اس سلوک کا ایسا اثر ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا۔ اسی طرح آپ نے اس کی سفارش پر اس کی ساری قوم کی سزا کو بھی معاف کر دیا"۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۷)

غیر مذاہب سے اسی حسنِ سلوک کا نتیجہ تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جب لوگوں کے اکسانے پر طے قبیلہ بغاوت میں شامل ہو گیا تو حاتم طائی کے بیٹے نے اپنی قوم کو سمجھایا اور دوبارہ ان کی بیعت کرائی۔

۲۔ دوسری مثال نصاریٰ نجران کا واقعہ ہے کہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس الوہیت مسیح کی تائید میں بحث کرنے کے لئے آیا مگر باوجود اس کے کہ وہ لوگ شرک کی تائید کے لئے آئے تھے جب ان کی عبادت کا وقت آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد نبوی میں اپنے طریق پر عبادت کرنے کی اجازت دی اور انہوں نے مسجد کے سامنے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔ (زاد المعاد جلد ۲ صفحہ ۳۵) (سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ ۳۰۹)

رواداری کرنے والے ایسے رسول کے بارہ میں جو لوگوں کی جانیں لینے اور ظلم کرنے کے الزام لگاتے ہیں وہ اپنی مقدس ترین مسجد جسے اس نے آخر المساجد قرار دیا ہے اور جس میں نماز پڑھنا دوسری مساجد کی نسبت بہت زیادہ ثواب کا مستحق بنانا ہے اس مسجد میں اپنی موجودگی میں توحید کا سب سے بڑا علمبردار ہونے کے باوجود عیسائیوں کو جو صلیب رکھ کر عبادت کرتے ہیں عبادت کرنے کی اجازت دیتا ہے کہ کیا حرج ہے بیشک تم عبادت کرو آج بڑے بڑے رواداری کے مدعی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتے۔ البتہ ہماری جماعت کے امام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایسا نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں دنیا کے سامنے رکھا کہ مسجد احمدیہ لنڈن کی بنیاد رکھتے ہوئے اعلان کر دیا کہ یہ مسجد صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہے تاکہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی محبت قائم ہو اور لوگ مذہب کی طرف جس کے بغیر حقیقی امن اور حقیقی ترقی نہیں متوجہ ہوں اور ہم کسی شخص کو جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہے ہرگز اس میں عبادت کرنے سے نہیں روکیں۔ بشرطیکہ وہ ان قواعد کی پابندی کرے جو اس کے منتظم اس کے انتظام کے لئے مقرر کریں اور بشرطیکہ وہ ان لوگوں کی عبادت میں مخل نہ ہوں جو اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مسجد کو بناتے ہیں"۔

(الفضل ۲۰ رنومبر ۱۹۲۴ء)

۳۔ غیر مسلموں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رواداری کے سلوک کی تیسری مثال یہ ہے کہ حضورؐ نے اپنے ہمسایوں سے خواہ وہ کسی مذہب و ملت کے ہوں اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اس کے بارہ میں حضور اتنا زور دیتے تھے کہ صحابہ ہر وقت اس پابندی کو ملحوظ رکھتے تھے چنانچہ لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس ایک دفعہ گھر آئے تو دیکھا کہ کہیں سے ان کے ہاں گوشت آیا ہوا ہے انہوں نے گھر والوں کو پوچھا کہ یہودی ہمسائے کو گوشت بھیجا کہ نہیں اس بات کو آپ نے اتنی دفعہ دہرایا کہ گھر والوں نے کہا آپ اس طرح کیوں کہتے ہیں انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ جبریل نے اتنی دفعہ مجھے ہمسایہ کے حق میں تاکید کی ہے کہ میں نے سمجھا کہ اسے وراثت میں بھی شریک کر دیا جائے گا"۔

۴۔ حضور غیر مذاہب والوں کے احساسات کا بھی بے حد خیال رکھتے تھے ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ کے سامنے کسی یہودی نے کہا کہ مجھے موسیٰ کی قسم جسے خدا نے سب نبیوں پر فضیلت دی ہے اس پر حضرت ابوبکرؓ جیسے انسان کو زجر کی اس وقت مسلمانوں کی حکومت تھی اور ایک طرف آپ کا سب سے مقرب صحابیؓ ہے دوسری طرف یہودی ہے یہودی ایسی طرز سے کلام کرتا ہے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فضیلت دیتا ہے کہ جس کی بنا پر حضرت ابوبکرؓ جیسے نرم دل کو بھی غصہ آ جاتا ہے اور وہ اسے طمانچہ مار دیتے ہیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو ڈانٹا اور فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا اسے حق ہے کہ جو چاہے عقیدہ رکھے

۵۔ فتح خیبر کے موقع پر ایک یہودی عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور کھانے میں زہر ملا دیا آپ نے صرف ایک ہی لقمہ کھایا کہ آپ پر وحی نازل ہوئی کہ اس میں زہر ہے اس نے کہا آپ کو کس نے بتایا ہے آپ کے ہاتھ میں اس وقت بکری کا دست تھا آپ نے اس کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ اس ہاتھ نے مجھے بتایا ہے۔ یہودن نے کہا میں نے یہ زہر اس لئے ملایا ہے کہ اگر آپ واقعہ میں خدا تعالیٰ کے سچے نبی ہیں تو آپ کو یہ بات معلوم ہو جائے گی اور اگر جھوٹے ہیں تو دنیا کو آپ کے وجود سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ مگر باوجودیکہ اس عورت نے آپ کو زہر سے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اور واقعہ میں کی تھی جس کے نتیجہ میں ایک صحابیؓ جو کھانے میں شریک تھا بعد میں فوت ہو گیا مگر آپ نے اسے کوئی سزا نہ دی یہ اتنا بڑا احسن سلوک ہے اور ایسے دشمن سے ہے جس نے آپ کے جاں نثار صحابیؓ کی جان لی اور خود آپ کو بھی ہلاک کر کے اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑنا چاہا۔

۶۔ آپ کے سلوک کی چھٹی مثال یہ

کہ جب حضور جنگ پر جاتے کہ سپاہیوں کو خاص طور پر حکم دیتے کہ کسی قوم کی عبادت گاہیں نہ گرائی جائیں ان کے مذہبی پیشواؤں کو نہ مارا جائے عورتوں پر بوڑھوں پر اور بچوں پر حملہ نہ کیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے رواج تھا کہ پادریوں اور راہبوں کو مار ڈالا جاتا تھا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے قطعی طور پر روک دیا آپ نے فرمایا جو تلوار لے کر حملہ کرتا ہے اسے تو بیشک مار دو لیکن جو لوگ مذہبی کاموں میں مصروف رہتے ہیں ان کو کچھ نہ کہو۔

(۲) دنیا کا طریق ہے کہ جن لوگوں سے جنگ ہوتی ہے کہ ان کے احساسات کا خیال نہیں رکھا جاتا اور مفتوح اقوام کو بری طرح دبانے اور ان کے جذبات کو کچلنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دیکھو مکہ والوں نے کس قدر آپ پر ظلم کئے۔ متواتر ۱۳ سال تک مکہ والے آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر مظالم کرتے رہے۔ عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار مار کر ہلاک کیا جاتا رہا۔ صحابہؓ کو رسیوں سے باندھ کر ان کو تپتی ریت پر گھسیٹا گیا۔ بھٹیوں سے کوئلے نکال کر ان پر مسلمانوں کو لٹایا گیا بعض مردوں اور عورتوں کی آنکھیں نکالی گئیں یہاں تک ظلم کئے گئے کہ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وطن عزیز چھوڑنا پڑا اور جب مکہ چھوڑ کر آپ مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں بھی ان لوگوں نے آپ کو چین نہ لینے دیا وہاں کے لوگوں کو آپ کے خلاف اکسایا۔ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کو اشتعال دلایا مگر جب اسی قوم کے خلاف آپ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ گئے تو مکہ کے قریب پہنچ کر فوج کے ایک حصہ کے کمانڈر کی زبان سے یہ فقرہ نکل گیا کہ آج مکہ والوں کی خیر نہیں آج ہم ان کے ظلموں کا ان سے انتقام لیں گے اس پر ابو سفیان نے آگے بڑھ کر شکایت کی کہ اس شخص نے ہمارا دل دکھایا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اس شخص کو بلایا اور فرمایا تمہیں معزول کیا جاتا ہے کیونکہ تم نے کفارِ مکہ کے حساسات کا خیال نہیں رکھا دیکھو ابھی معلوم نہیں کہ مکہ والے کیا رویہ اختیار کرتے ہیں اور لڑائی کا کیا نتیجہ نکلے گا مگر مکہ والوں کے ایک ایسے سردار کے کہنے پر جو ساری عمر مسلمانوں سے لڑتا رہا تھا اور کفار کے لشکر کا کمانڈر رہا تھا۔ آپ نے ایک اسلامی کمانڈر کو معزول کر دیا کیا دنیا کی تمام جنگوں کی تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی پیش کی جا سکتی ہے کمانڈر چھوڑ ایک ادنیٰ افسر کی مثال بھی نہیں دکھائی جا سکتی کہ اسے اس لئے سزا دی گئی ہو کہ اس نے دوران جنگ میں کھڑے ہو کر کہا ہو کہ ہم دشمنوں کی خبر لیں گے اور اسے اپنے کئے کا مزا چکھائیں گے مغربی تاریخوں میں ایک شخص ابراہیم لنکن کا ذکر آتا ہے اور اس کی بڑی خوبی یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب دوسرے فریق کو شکست ہوئی اور اسے فتح تو وہ سر نیچے کئے ہوئے جرنیل کے گھر گیا کہتے ہیں وہ اس وقت دعا کر رہا تھا۔ افسروں نے اسے کہا ہمیں بینڈ بجاتے ہوئے جانا چاہئے مگر اس نے کہا نہیں اس طرح دوسروں کا دل دکھے گا مگر یہ ایسا شخص تھا کہ جسے ان لوگوں نے کوئی ذاتی دکھ نہیں دیا تھا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ان پر حملہ کرنے گئے تھے جنہوں نے غداری کی تھی اور جنہوں نے تریح صدی تک مارنے اور ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اور اس کے بعد سات سال تک ۲۰۰ میل دور جا کر بھی آپ کی تباہی کی کوشش کرتے رہے مگر ان تمام مظالم کے باوجود آپ نے عفو و کرم کا وہ نمونہ دکھایا کہ ابراہیم لنکن تو در کنار انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو ایسے نمونہ کی توفیق نہ ملی آپ نے مکہ والوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا بتاؤ اب تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ اگر اس وقت ان کے جسموں کا قیمہ بھی کر دیا جاتا تو ان کے جرموں کے مقابلہ میں کافی سزا نہ تھی مگر جب انہوں نے کہا ہم سے وہی سلوک کیا جائے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا حالانکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے کون سے جذبات تھے سوائے اس کے کہ ان کے بھائیوں نے انہیں وطن سے نکال دیا تھا ان کے سامنے غیر نہیں تھے اپنے بھائی کھڑے تھے اور سفارش کے لئے ماں باپ بھی موجود تھے اس کے مقابلہ میں آپ کے بے شمار عزیز جو انہیں کے لرزہ بر اندام کرنے والے ظلموں سے دنیا سے رخصت ہو چکے تھے عالم خیال میں آپ کے سامنے ہوں گے مگر پھر بھی آپ نے فرمایا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یعنی جاؤ آج تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی اتنے بڑے نمونہ کو دیکھتے ہوئے بھی اگر کوئی شخص یہ کہتا کہ اسلام اپنے دشمنوں سے رواداری کی تعلیم نہیں دیتا تو اس سے زیادہ نابینا کوئی شخص نہیں ہو سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء اربعہؓ نے مذہبی رواداری کا ایک کامل نمونہ پیش کیا چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق روایت آتی ہے کہ وہ جب بھی کوئی اسلامی فوج روانہ فرماتے تھے تو اس کے امیر کو خاص طور پر ہدایت فرماتے تھے کہ غیر مسلم اقوام کی عبادت گاہوں اور ان کے مذہبی بزرگوں کا پورا پورا احترام کیا جائے۔

(موطاء امام مالک کتاب الجہاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تعامل کے ماتحت حضرت عمرؓ اسلامی حکومت کو غیر مسلم رعایا کے حقوق کے بارہ میں ان کے آرام و آسائش کا بے حد خیال رکھنے کی تلقین فرماتے تھے اور اپنے گورنروں کو ہمیشہ اس کی تلقین فرماتے رہتے تھے چنانچہ ایک دفعہ ذمیوں کا ایک وفد حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپؓ نے ان سے پہلا سوال یہی کیا کہ مسلمانوں کی طرف سے تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں تو انہوں نے یہی جواب دیا

مَا نَعْلَمُ اِلَّا وَفَاءً وَحُسْنَ مَلَکَۃٍ

یعنی ہم نے مسلمانوں کی طرف سے حسنِ وفا اور حسنِ سلوک کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

(طبری جلد ۵ صفحہ ۲۵۶۰)

حضرت عمرؓ نے فوت ہوتے وقت خاص طور پر ایک وصیت کی جس کے الفاظ یہ تھے:-

"میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اسلامی حکومت کی غیر مسلم رعایا سے بہت نرمی اور شفقت کا معاملہ کرے ان کے معاہدات کو پورا کرے ان کی حفاظت کرے انکے لئے ان کے دشمنوں سے لڑے اور ان پر کوئی ایسا بوجھ یا ذمہ داری نہ ڈالے جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو۔" (کتاب الخراج صفحہ ۲۷)

غرضیکہ اسلامی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل آپ کے بعد آپ کے خلفاء کرام کا کامل نمونہ ہمیشہ مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوا ہے اور آئندہ بھی تا قیامت ثابت ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو اس بابرکت نمونہ پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ آمِیْن ؛

محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں احمدؑ کے ترانے!

انتخاب از منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا — نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے — اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے — وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے — جو راز تھے بتائے نعم العطاء یہی ہے
جو رازِ دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے — دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ — باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

○

مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت — اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام — دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں — لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ — اپنے سینے میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل سے نظر آتی ہے — تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے
چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات — لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے
ہم ہوئے خیرِ امم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل — تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

○

روزمرّہ کی زندگی میں

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ

از محمد انعام غوری

اللہ تعالیٰ نے حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نوعِ انسان کے لئے ایک کامل اور بہترین نمونہ بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے متعلق کوئی یہ کہہ سکے کہ اس میں ہمیں آپؐ کا اُسوہ نہیں ملتا یا کوئی ہدایت اور راہنمائی نہیں ملتی۔ فردِ واحد سے لے کر نوعِ انسان کی عالمی برادری تک، گھریلو زندگی سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک کے تمام پہلو آپؐ کی ہدایت اور آپؐ کے اُسوۂ حسنہ کے جلووں سے منور اور روشن نظر آتے ہیں ـــــ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف قال سے بلکہ اپنے عملی نمونہ سے دُنیا کو بتا دیا کہ ایک انسان کو کس طرح زندگی بسر کرنی چاہیئے ـــــ جینے کو تو دنیا میں حیوانِ غیر ناطق بھی جیتے ہیں لیکن حیوان خصلت کو انسان بنانا اور انسان کو با اخلاق انسان بنانا اور با اخلاق انسان کو باخدا اور مجسم نما انسان بنا دینا، ایک ایسا عظیم الشان معجزہ ہے جس میں ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ممتاز اور منفرد نظر آتے ہیں۔ چنانچہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خصوص کا ذکر کرتے ہوئے اپنے اشعار میں فرماتے ہیں ؎

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کا پھیلانا کیا یہ مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی، وحشی کو ہے اک معجزہ!
معنیٔ رازِ نبوّت ہے اسی سے آشکار

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عملی نمونہ سے بتایا کہ انسان کو کس طرح اُٹھنا چاہیئے، کس طرح بیٹھنا چاہیئے، کس طرح چلنا چاہیئے، کس طرح کھانا چاہیئے، کس طرح پینا چاہیئے، کس طرح ہنسنا چاہیئے۔ کس طرح سونا چاہیئے، قضائے حاجت کے لئے کس طرح بیٹھنا چاہیئے، کس طرح طہارت حاصل کرنی چاہیئے، دانت کس طرح صاف کرنے چاہئیں، ہاتھ کس طرح دھونا چاہیئے غسل کس طرح کرنا چاہیئے، لباس کس طرح پہننا چاہیئے، دوسروں سے بات کس طرح کرنی چاہیئے، والدین کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیئے، اہل و عیال کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیئے، بچوں کی کس طرح تربیت کرنی چاہیئے، عزیز و اقارب سے کس طرح صلہ رحمی کرنی چاہیئے، ہمسایہ سے کیسے تعلقات رکھنے چاہئیں، دوست احباب سے کس طرح ملنا چاہیئے، شہریوں کے کیا حقوق و فرائض ہوتے ہیں، حاکم کے کیا فرائض ہوتے ہیں، محکوم اور رعایا کے کیا فرائض ہوتے ہیں، اُستاد کا مقام کیا ہے اور شاگرد کے فرائض کیا ہیں، وعدہ کی کس طرح پابندی چاہیئے، امانت کی کس طرح حفاظت کرنی چاہیئے، تجارت کیسے کرنی چاہیئے، خرید و فروخت میں کن امور کا خیال رکھنا ہے، پھر یہ کہ انفرادی طور پر غیروں سے کیسا سلوک کرنا ہے، جماعتوں نے جماعتوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا ہے، قوموں نے قوموں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا ہے وغیرہ وغیرہ ہزارہا پہلو ہیں انفرادی اور اجتماعی زندگی کے! پھر آداب و اخلاق کی وادیوں سے نکل کر روحانیت کے پہاڑ ہیں جن کو سر کئے بغیر ایک انسان اپنے مقصدِ حیات کو حاصل نہیں کر سکتا ـــــ اور دوسری طرف بشریت کی ان اندھیری گلیوں میں قدم قدم پر ٹھوکریں ہیں، لغزشیں ہیں، جگہ جگہ پر گڑھے ہیں اور دلدل ہیں لیکن میرا آقا و مطاع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اُسوۂ حسنہ کے چراغ جلائے ہدایت و راہنمائی کی شمعیں لئے ہر رہگذر اور ہر موڑ پر اور زندگی کے ہر نشیب و فراز پر ہماری دستگیری کے لئے موجود ملتا ہے۔ تاکہ اس ضعیف البنیان انسان کو ٹھوکروں اور لغزشوں، ہلاکت کے گڑھوں اور پھسلنے کے مقامات سے بچاتے ہوئے اُس شاہراہ پر لے آئے جس پر چل کر ایک انسان اِس دنیا میں کامیاب زندگی بسر کرتے ہوئے خدا تعالےٰ کی رضا کی جنت کا وارث بن سکے ـــــ!

اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اے وہ انسان جو خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اگر تُو نے دنیا میں کامیاب زندگی گذارنی ہے، اگر تُو نے اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کرنا ہے اور خدا کی رضا کی جنت کا وارث بننا چاہتا ہے تو ہمارے اِس رسولؐ کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ!

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"

(الاحزاب: ۲۲)

تمہارے لئے اللہ کے رسولؐ میں نہایت اعلیٰ نمونہ ہے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح ہے۔ آپؐ کا ہر قول و فعل قرآنِ مجید کے احکامات کی عملی تصویر ہے۔ کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ کی نسبت پُوچھا تو آپؓ نے جواب دیا

"كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ"

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق دیکھنے ہیں تو قرآن کریم پڑھ لو۔ جو کچھ خدا نے قرآن مجید میں بیان فرمایا وہ آپؐ نے اپنے عمل سے دنیا کو کر دکھایا ـــــ زیادہ تفصیل میں جانے کا موقع نہیں اور پھر بقول

داماں نگہ تنگ

صبح سے شام تک ایک مسلمان مومن کی موٹے طور پر جو مصروفیات ہوسکتی ہیں یا ہونی چاہئیں اس ضمن میں اُس محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے زرّیں ارشادات اور آپؐ کے اُسوۂ حسنہ کی ایک جھلک پیش کی جارہی ہے

حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سحری کے وقت ہی نیند سے بیدار ہوجاتے اور یہ دُعا پڑھتے:-

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ" (بخاری)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہم کو مرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف بالآخر اُٹھ کر جانا ہے۔

پھر قضائے حاجت کو جاتے تو بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دُعا پڑھتے:-

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" (بخاری)

اے میرے خدا میں تیری پناہ چاہتا ہوں نقصان پہنچانے والے گندے خیالات اور جراثیم سے اور نقصان پہنچانے والی گندگیوں اور بیماریوں سے۔

بائیں ہاتھ سے استنجا فرماتے۔ اور جب بیت الخلاء سے نکلتے تو یہ دُعا پڑھتے:-

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي۔"

تمام شکر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھ سے تکلیف کو دُور کیا اور صحت عطا فرمائی۔

پھر ہاتھوں کو اچھی طرح دھوتے اور مسواک فرماتے۔ مسواک کے تعلق میں آپؐ کا یہ ارشادِ مبارک ہے:-

"اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ" (نسائی) کہ مسواک جہاں منہ کی پاکیزگی کا موجب ہے وہاں خدا تعالیٰ کی رضا مندی کا بھی موجب ہے۔

پھر بسم اللہ پڑھ کر وضو فرماتے اور وضو سے فارغ ہوکر یہ دُعا پڑھتے

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ"

اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں سے بنا۔

اگر آئینہ دیکھتے تو یہ دُعا پڑھتے

"اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِي فَأَحْسِنْ خُلُقِي وَحَرِّمْ وَجْهِي عَلَى النَّارِ"

اے اللہ! جیسی کہ تو نے میری صورت اچھی بنائی، میرے اخلاق بھی اچھے کردے اور میرے منہ پر آگ کو حرام کردے

آپؐ بالوں میں تیل ڈالتے اور کنگھی کرتے۔ وضو فرمانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت مبارک تھی کہ نماز تہجد کی وتر سمیت گیارہ رکعت ادا فرماتے اور جب اذان ہوجاتی تو نماز باجماعت کے لئے مسجد تشریف لے جانے سے پہلے گھر ہی میں سُنت پڑھ لیا کرتے آپؐ نے اپنی امت کو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ بلکہ سُنت اور نوافل کی نمازیں گھروں میں ادا کیا کرو ـــــ مسجد میں جانے سے پہلے لہسن، پیاز یا کوئی اور بدبو دار چیز کھانے سے سخت منع فرمایا ہے۔ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے:-

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (مسند)

اللہ تعالیٰ کے نام کیساتھ (میں داخل ہوتا ہوں) اللہ کے رسول پر درود و سلامتی ہو۔ اے میرے اللہ میرے گناہ بخش اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے۔

مسجد میں داخل ہوتے ہی السلام علیکم کہنا چاہیئے۔ پھر پہلی صف میں بیٹھنا بڑے اجر و ثواب کا موجب ہے اور جب تک نماز باجماعت کے انتظار میں بیٹھنا پڑے وہ سارا وقت نماز ہی میں شمار ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز باجماعت کی فضیلت۔ اچھے رنگ میں وضو کرنے۔ مسجد کی طرف جانے اور مسجد میں نماز کے انتظار میں وقت صرف کرنے کی فضیلت اور اجر و ثواب کے تعلق میں ارشاد فرمایا:-

"انسان کا جماعت سے نماز پڑھنا بازار یا گھر میں نماز پڑھنے سے بیس گناہ سے بھی کچھ زیادہ ثواب کا موجب ہے

اور یہ اس لئے کہ جب ایک شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر نماز کی نیت سے مسجد کی طرف آئے یعنی نماز کے سوا اور کوئی چیز اسے مسجد میں نہ لائے۔ تو ایسا شخص کوئی قدم نہیں اٹھاتا مگر اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے اور ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں جا پہنچتا ہے پھر جب تک وہ نماز کی خاطر مسجد میں بیٹھا رہتا ہے، نماز میں ہی سمجھا جاتا ہے اور فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ! اس پر رحم کر، اس کو بخش دے۔ اس کی توبہ قبول کر۔ یہ دعائیں اس کیلئے اس وقت تک ہوتی رہتی ہیں جب تک کہ وہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا اور باوضو رہتا ہے۔" (بخاری)

نماز سے فارغ ہو کر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:۔
بِسْمِ اللّٰهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ (مسند)
اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ (میں باہر نکلتا ہوں) اللہ تعالیٰ کے رسولؐ پر درود اور سلامتی ہو۔ اے اللہ میرے گناہ بخش اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

نماز فجر کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرنا بہت مستحب ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے "اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا" کہ صبح کے وقت قرآن کریم کا پڑھنا خدا تعالیٰ کے حضور ایک مقبول عمل ہے (بنی اسرائیل)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
"اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ" (مسلم)
کہ قرآن کریم پڑھا کرو کیونکہ قیامت کے دن قرآن کریم اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔ نیز فرمایا:۔
"جس کو قرآن کریم کا کچھ حصہ یاد نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے" (ترمذی)

پھر کھانے پینے کے سلسلہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین اسوہ ہمارے لئے چھوڑا ہے اور ایسے بہترین آداب سکھائے ہیں کہ وقت آتا ہے جو وہ قدر کی نگاہ سے دیکھے اور عمل کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ مسلمان اپنے عملی نمونہ سے ان آداب کو ساری دنیا میں پھیلا دیں۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک عادت تھی کہ کھانے میں نقص نہ نکالتے اپسند ہوتا تو تناول فرماتے۔ اگر پسند نہیں ہوتا تو چھوڑ دیتے۔ بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع فرماتے دائیں ہاتھ سے اپنے آگے کا حصہ کھاتے۔ کھانے پینے کے تعلق میں چند ایک ارشادات پیش ہیں:۔

•۔ جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھانے لگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لے یعنی بسم اللہ پڑھے۔ اگر شروع میں بھول جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے اور کہے "بسم اللہ اوّلہ وآخرہ" (ترمذی)

•۔ فرمایا "تم میں سے کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پیئے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔" (مسلم)

•۔ "کھانے کے درمیانی حصہ میں برکت نازل ہوتی ہے اس لئے کنارے سے یعنی ایک طرف سے اور اپنے آگے سے کھاؤ۔ اور درمیان سے کھانے سے اجتناب کرو (ترمذی)

•۔ "تم میں سے کوئی اس طرح نہ پیئے جس طرح اونٹ پیتا ہے بلکہ دو یا تین مرتبہ ٹھہر کر پیئے اور جب پینے لگو تو بسم اللہ پڑھ لیا کرو اور جب پی چکو تو الحمد للہ کہا کرو۔" (ترمذی)

•۔ اسی طرح برتن میں سانس چھوڑنے سے منع فرمایا۔ (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے اور پینے سے فارغ ہو جاتے تو یہ دعا پڑھتے:۔
"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ"
کہ ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا۔

پھر لباس پہننے کے آداب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے چنانچہ آپؐ کا یہ طریق مبارک تھا جب کوئی لباس پہنتے تو دائیں طرف سے شروع کرتے یعنی دایاں ہاتھ یا دایاں پاؤں پہلے ڈالتے۔ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو یوں دعا فرماتے:۔
"اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ اَسْاَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ" (ترمذی) کہ اے اللہ! تو ہی تعریف کا مستحق ہے۔ تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا، میں تجھ سے اس کپڑے کے فائدے مانگتا ہوں اور اس کی خیر چاہتا ہوں اور اس کی بھی جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔ اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس کپڑے کے نقصان اور اس مقصد کے شر سے جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔

قضائے حاجت۔ وضو یا غسل۔ نماز تہجد۔ نماز فجر۔ تلاوت قرآن مجید اور ناشتہ وغیرہ سے فراغت کے بعد صاف ستھرا لباس پہن کر ایک طالب علم اپنے سکول کو۔ ایک ملازم اپنے دفتر کو۔ ایک دوکاندار اپنی دوکان کو۔ اور ایک تاجر اپنی تجارت کے کاموں پر نکل جاتا ہے۔
علی الصبح اٹھنے میں بڑی برکت ہے ایک تو دن بھر چستی رہتی ہے اور پھر سارے کام وقت پر تندہی سے انجام پا جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائی ہے
"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُكُوْرِهَا"
کہ اے اللہ میری امت کو صبح جلدی کام شروع کرنے میں برکت عطا فرما (ترمذی)

صبح اور شام کے وقت ایک جامع دعا آپ یہ پڑھا کرتے:۔
"بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"
کہ اس خدائے قادر و توانا کے نام کے ساتھ (میں صبح یا شام کرتا ہوں) جس کی برکت سے نہ زمین میں کوئی چیز ضرر پہنچاتی ہے اور نہ آسمان میں۔ اور وہ بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:۔
"بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَیَّ"
یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس پر توکل کرتے ہوئے میں گھر سے نکلتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں یا ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں یا جہالت کروں یا کوئی مجھ پر جہالت کرے۔

پھر راستہ چلنے کے متعلق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ نہایت قابل رشک اور قابل تقلید ہے۔ آپؐ نہایت وقار سے چلتے نہ بہت تیز اور نہ بالکل آہستہ۔ بلکہ درمیانی رفتار سے چلتے۔ آپؐ کا یہ ارشاد مبارک ہے:۔
"يَا اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ" (بخاری)
کہ اے لوگو! سکینت اور وقار کو لازم پکڑو کیونکہ نیکی جلد بازی میں نہیں ہے۔

راستے میں کوئی تکلیف دہ چیز پڑی دکھائی دیتی تو اس کو اپنے ہاتھ سے ہٹا دیتے۔ اس سلسلہ میں آپؐ کا یہ ارشاد ہے کہ راستے سے تکلیف دہ اشیاء کا ہٹا دینا یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

پھر راستے میں جس بھائی سے ملاقات ہوتی، سلام کرنے میں پہل کرتے۔ اس ضمن میں ارشاد نبویؐ ہے:۔
"يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ" (ترمذی)
کہ اے لوگو سلام کو رواج دو۔
نیز اس تعلق میں آپؐ نے یہ آداب بھی سکھائے کہ "سوار، پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے، زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔" یعنی سلام کرنے میں پہل کریں۔ (بخاری)

میرے آقا و مطاع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت مبارک تھی کہ ہر ایک سے خندہ پیشانی اور مسکراتے چہرے سے ملتے۔ اپنی امت کو بھی یہ نصیحت فرمائی کہ:۔
"کسی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی ہونی نہ سمجھو۔ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا بھی نیکی ہے۔
نیز فرمایا جب کوئی بات کرو تو اچھی بات کرو الكلمة الطيبة صدقة یعنی اچھی بات کسی کو کہنا یہ بھی صدقہ ہے۔

دن بھر میں مختلف لوگوں کے مختلف نوعیت کے کام ہوتے ہیں۔ ایک جامع ارشاد نبویؐ جو ہر طبقہ اور ہر فرد کے لئے مشعل راہ ہے یہ ہے:۔
"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ" (بخاری)
کہ تم سے ہر فرد مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بڑا، حاکم ہو یا محکوم، استاد ہو یا شاگرد ہر ایک اپنی اپنی جگہ نگران ہے اپنے کام کا اپنی ملکیت کا اپنی ڈیوٹی کا اور تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے مفوضہ کام کی بابت پوچھا جائے گا۔
پھر یہ حکم ہے کہ دنیاداری کے کاموں میں بھی خدا تعالیٰ کو یاد رکھو اور دست با کار و دل بایار کی کیفیت ہمہ وقت طاری رہے۔ جب نماز کا وقت آجائے تو دنیاوی کاروبار کو چھوڑ دو اور نماز باجماعت کا اہتمام کرو!

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر سے تشریف لاتے تو گھر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھتے:۔
"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔" یعنی اے اللہ! میں تجھ سے گھر میں آنے کے وقت کی اور گھر سے باہر نکلنے کے وقت کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اللہ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اپنے اللہ، رب پر ہم نے بھروسہ کیا۔

گھر میں جب تک رہتے اپنے گھر والوں کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے اور اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے۔
جب رات کو سونے کے لئے لیٹتے تو دائیں پہلو پر لیٹتے اور سونے سے قبل یہ دعا پڑھتے:۔
"اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَيْكَ ۱۲/۷
۱۲/۷
رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ" کہ اے اللہ میں اپنے آپ کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اپنی آبرو تیرے سپرد کرتا ہوں اپنے سب معاملات تیرے سپرد کرتا ہوں تجھے اپنی پیٹھ کا سہارا بناتا ہوں اور تیری طرف رغبت کرتا ہوں اور تجھی سے ڈرتا ہوں تیرے سوا کوئی جائے پناہ نہیں اور نہ ہی کوئی جائے نجات۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لاتا ہوں جو تو نے اتاری اور تیرے اس نبی پر بھی ایمان لاتا ہوں جو تو نے بھیجا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں

از مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

اللہ تعالیٰ نے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادی کامل اور خاتم النبیین بناکر مبعوث فرمایا اور آپ کے ہاتھ میں وہ آتشی اور دائمی شریعت دی جو کہ قیامت تک کے مسائل کا حل اپنے اندر رکھتی ہے۔ اسی اسلامی تعلیم پر عمل کر کے ایک زمانہ میں مسلمان اقوام کے شرفاء اور استاد بن گئے۔ مسلمان بڑی بڑی حکومتوں کے وارث بنے اور روحانی لحاظ سے خدائی گود میں بیٹھ گئے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی:۔

• ایک زمانہ آئیگا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائیگا قرآن مجید کے صرف الفاظ رہ جائینگے۔ مسجدیں بظاہر تو آباد معلوم ہونگی۔ لیکن ہدایت سے خالی ہونگی۔ علماء اس زمانہ کی بدترین مخلوق ہونگے۔

• مسلمان اپنے اعمال، افعال، کردار اور تہذیب و تمدن کے لحاظ سے یہودی و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلیں گے۔

• میری اُمّت کے بہت سے فرقے ہو جائیں گے۔ سب دوزخی ہونگے صرف ایک فرقہ ہدایت یافتہ ہوگا جو جماعت کی شکل میں ہوگا۔ یعنی (وہ ایک امام کے تابع ہونگے۔)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جب ان کلمات کو سنتے تو بہت فکرمند ہوتے اور بعض اوقات حضورؐ سے پوچھتے کہ کیا اس شر و فساد سے بھرپور زمانے کے بعد کوئی خیر اور نیکی کا زمانہ بھی آئیگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیر و نیکی کے زمانہ کے متعلق بھی نشان دہی فرماتے اور صحابہؓ کے قلوب کو اطمینان بخشتے چنانچہ ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

اے مسلمانو، اس وقت تمہارا کیا ہی اچھا حال ہوگا جبکہ عیسیٰ ابن مریم تم میں نازل ہونگے اور وہ تمہارے امام ہونگے (بخاری)

اور پھر ایک موقع پر فرمایا تمہاری ہدایت کیلئے مہدی تشریف لائیں گے زمانہ کے فساد کو ہدایت و نیکی میں تبدیل کر دیں گے اسی طرح فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ امام مہدی اور مسیح کوئی الگ الگ وجود ہونگے یاد رکھو کہ مہدی ہی عیسیٰ ہوں گے (ابن ماجہ باب شدۃ الزمان)

احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے والے حضرت امام مہدی علیہ السلام سے اس قدر محبت تھی کہ آپ نے حضرت مہدی علیہ السلام کو خاص طور پر سلام بھیجا آپ نے فرمایا کہ جو کوئی بھی تم میں سے مسیح یعنی مہدی کو پائے تو ان تک میرا اسلام پہنچائے خواہ اس کو برف پر گھٹنوں کے بل گھسٹ کر جانا پڑے (سنن ابی داؤد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے واضح رنگ میں معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لانا کس قدر ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کو پہچاننے اور ان کی شناخت کے لئے بہت سی نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ اب جب کہ آسمان پر نظر اٹھائے چودھویں صدی بھی گذرنے والی ہے تو ضروری ہوگیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ علامات کو سامنے رکھ کر امام مہدی کو شناخت کر لیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تفصیل سے

• حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا وقت اور زمانہ

• ان کا حسب و نسب اور نام

• انکی پیدائش اور خروج کا مقام

• آپ کے زمانہ میں ظاہر ہونے والے نشانات

پر روشنی ڈالی ہے۔

آنحضرتؐ کے فرمان کے مطابق امام مہدیؑ کی آمد کا وقت

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے وقت کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ الآیات بعد المائتین (ابن ماجہ) یعنی امام مہدی کی آمد کے نشانات دو سو سال بعد ظاہر ہونگے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے اکثر علماء نے لکھا ہے کہ یہ دو سو سال ایک ہزار سال کے بعد ہی مراد ہیں (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) اور اس بات کی تائید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث بھی کرتی ہے جس میں آپ نے فرمایا "اذا مضت الف و مائتان واربعون سنۃ یبعث اللہ المھدی" کہ جب ۱۲۴۰ برس ہجرت کے بعد گذر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ امام مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام ٹھیک اسی زمانہ میں تشریف لائے اور ۱۸۹۱ء میں آپ نے مہدویت کا دعویٰ فرمایا۔

آنحضرتؐ کے فرمان کے مطابق امام مہدیؑ کا حسب و نسب و نام

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے حسب و نسب کے متعلق حضور صلعم نے ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال او رجل من ھؤلاء (بخاری) اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا جائے گا تو ضرور ان میں سے کچھ آدمی یا ایک شخص اسے واپس لے آئیگا۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ اگر ان کی تلاش کرنی ہو تو فارسی الاصل لوگوں میں ڈھونڈو اور یہ تمام دنیا جانتی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مہدی معہود علیہ السلام فارسی الاصل ہیں چنانچہ احمدیت کے شدید مخالف و معاند مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لکھتے ہیں:۔

"مؤلف براہین احمدیہ قریشی نہیں بلکہ فارسی الاصل ہیں" (اشاعۃ السنہ جلد ۷ صفحہ ۱۹۳)

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے نام کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں کہ اس کا نام مسیح۔ مہدی۔ حکم اور عدل ہوگا (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱) اس کا نام احمد ہوگا اور حضور نے یہ بھی فرمایا کہ اس کا نام میرے نام کی طرح کا ہوگا یعنی محمد (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۷) ان سب ناموں کے بیان کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ مہدی ان تمام صفات سے متصف ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مہدی معہود علیہ السلام ان تمام اوصاف اور اسماء کے مالک تھے آپ مسیح ہیں اس لئے کہ آپ نے مسیحیت اور دیگر ادیان کے حملوں کا مقابلہ کیا آپ مہدی ہیں کیونکہ آپ نے مسلمانوں کی اندرونی ہدایت اور اصلاح کا کام کیا آپ حکم اور عدل کے عہدہ پر بھی فائز ہیں۔ اس لئے کہ آپ نے بیشتر فرقوں کے سچ اور جھوٹ کو نکھار کر رکھ دیا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل کامل ہونے کی وجہ سے محمد اور احمد کے ناموں سے بھی متصف ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو اکثر مواقع پر اللہ تعالیٰ نے یا احمد کہہ کر خطاب کیا ہے مثلاً فرمایا "یا احمد بارک اللہ فیک" (تذکرہ)

آنحضرتؐ کے فرمان کے مطابق امام مہدی کا مقام خروج

اسی طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی علیہ السلام کی پیدائش اور مقام خروج کے متعلق فرمایا "ینزل عند منارۃ البیضاء شرقی دمشق" (صحیح مسلم) کہ امام مہدی دمشق کے شرقی جانب ایک سفید منارہ کے پاس اُتریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف دمشق کے مشرقی جانب فرما کر خاموش نہیں ہو گئے بلکہ آپ نے دمشق کے مشرقی جانب جگہ کی بھی تعیین فرمائی ہے۔ چنانچہ سنن نسائی جو صحاح ستہ میں سے ایک حدیث کی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہندوستان میں دو جماعتیں جہاد کریں گی ان میں سے ایک مسیح موعود اور مہدی معہود کی جماعت ہوگی اور ہندوستان دمشق کے مشرقی جانب ہے۔ یہیں پر بس نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بستی کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے جس میں مہدی پیدا ہونگے۔ فرماتے ہیں۔ "یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعہ" یعنی مہدی کا خروج ایک ایسی بستی میں ہوگا۔ جس کو کدعہ (یعنی قادیان) کہا جائے گا یہ حدیث شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسیؒ نے اپنی کتاب جواہر الاسرار میں نقل کی ہے جو ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی۔ غور کرنے والوں کے لئے صرف اسی قدر کافی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر وضاحت سے مہدی کے مقام کے متعلق بیان فرمایا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں ظاہر ہونے والے نشانات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مہدی کی آمد کا وقت، حسب و نسب، نام اور مقام خروج کے متعلق بیان فرمایا ہے وہاں حضورؐ نے مہدی کے زمانہ میں ظاہر ہونے والے نشانات پر بھی بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ایسے نشانات اپنی تعداد میں بہت زیادہ ہیں صرف دو نشانوں کے متعلق اس وقت بیان کرتا ہوں۔

پہلا نشان:۔ حدیث کی کتاب دار قطنی میں لکھا ہے کہ "ہمارے مہدی کے دو نشان ہونگے جو زمین و آسمان کی پیدائش سے لے کر اب تک ظاہر نہیں ہوئے ایک تو یہ کہ چاند کو گرہن ہوگا رمضان میں (گرہن کی راتوں میں سے) پہلی رات کو اور دوسرے یہ کہ سورج گرہن ہوگا (گرہن کی تاریخوں میں سے) درمیانی تاریخ کو اور ایسا جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے کسی مدعی کے وقت میں نہیں ہوا۔" (دار قطنی جلد اوّل صفحہ ۱۸۸)

ملاحظہ فرمائیے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم مہدی کو کس قدر پیارے انداز میں فرماتے ہیں "ہمارا مہدی" یہ گرہن حضرت مرزا غلام احمد صاحب مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں رمضان ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء کو لگا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ مہدویت ۱۸۹۱ء میں فرمایا۔

دوسرا نشان:۔ دوسرا نشان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے متعلق یہ بیان فرمایا کہ اس کے زمانہ میں طاعون پھوٹے گی۔ چنانچہ بحار الانوار جلد ۱۳ میں لکھا ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں دو موتیں کثرت سے ہونگی سرخ موت

(باقی ملاحظہ کیجئے صفحہ ۱۵ پر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مکرم مولوی عبدالمنان صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ ساہیوال

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :-

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

اے رسول! تو لوگوں سے کہہ دے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔

یہ امر سب پر واضح اور عیاں اور روشن ہے کہ عشق روحانی کے مقابلہ میں عشقِ مجازی کچھ حقیقت نہیں رکھتا اور عشق و محبت ہمیشہ حسن و احسان سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات اقدس اپنے بے پایاں حسن اور بے شمار احسانات کے لحاظ سے حقیقی عشق و محبت کی مرجع ہے۔ مظہر الوہیت اتم سیدنا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کریم سے فیضان و برکات پا کر حسن و احسان میں کمالِ تام رکھتے ہیں اور آپ کے روحانی فرزند جلیل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے بڑھ کر اور اعلیٰ تر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے انتہا حسن و احسانات کی معرفت حاصل کی اور حضرت اقدسؑ اپنے آقا و مقتدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے عاشق و گرویدہ ہوئے کہ خدا تعالیٰ نے آسمان سے فرشتوں کے ذریعہ یہ اعلان فرمایا :-

"ھٰذا رجلٌ یحبّ رسول اللّٰہ"

کہ یہ شخص اس زمانہ میں سب سے زیادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔

عربی زبان کا یہ مشہور مقولہ ہے :-

"مَن احبّ شیئًا اکثر ذکرہٗ"

کہ جس کے ساتھ محبت ہو انسان بار بار اس کا ذکر زبان پر لاتا ہے۔

جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام اور نثر عربی فارسی اور اردو میں اور اپنے ملفوظات میں اپنے آقائے نامدار فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کا ذکر اس کثرت سے کرتے ہیں اور اس عاشقانہ اور والہانہ انداز میں کرتے ہیں کہ سننے والے اور پڑھنے والے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں سرشار ہو جاتے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آقا کا عشق شیر مادر کے ساتھ پلایا گیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق آپؑ کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا تھا۔ دیکھئے حضور اقدسؑ کس عشقیہ رنگ میں فرماتے ہیں :-

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
ہر تار و پود من بسرائد بعشق او
از خود تہی و از غمِ آں دلستاں پرم

کہ خدا تعالیٰ کے بعد میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں مخمور ہوں اگر یہ کفر ہے تو خدا کی قسم میں بڑا کافر ہوں۔ میرے جسم کا ہر تار و پود ان کے عشق کا گیت گا رہا ہے۔ میرا دل و دماغ اس دلستان کی محبت سے پُر ہے۔

فرمایا :-

"اِنّی اموت ولا یموت محبّتی
یدریٰ بذکرک فی التراب ندائی"

(منن الرحمان)

کہ اے میرے پیارے آقا میں بے شک مر جاؤں گا مگر تیری محبت میرے دل سے کبھی نہ مٹے گی۔ میری قبر سے بھی ہمیشہ تیرے عشق و محبت کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی جس سے ہر ایک کو معلوم ہو جائے گا کہ یہی وہ شخص ہے جو خدا اور اس کے رسولؐ سے عشق و محبت میں فنا تھا۔

حضور اقدس علیہ السلام نے سچ فرمایا :- ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

فرمایا :- ؎

"زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم"

یعنی محمد رسول اللہ اپنے دلبر اللہ تعالیٰ میں اس طرح محو ہو گئے کہ کمال اتحاد و محبت کی وجہ سے آپ کی صورت بالکل ربِّ رحیم کی صورت بن گئی۔

؎ "بوئے محبوب حقیقی میدمد زاں روئے پاک
ذاتِ حقّانی صفاتش مظہر ذاتِ قدیم"

کہ آپ کے روئے پاک سے محبوب حقیقی کی مہک آرہی ہے آپ کی ذاتِ اقدس حقانی ذاتِ قدیم یعنی اللہ تعالیٰ کی کامل مظہر بن گئی۔

فرمایا :- ؎

ربط ہے جانِ محمدؐ سے میری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

یہ ایک بیّن اور واضح حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمدؐ رکھا ہے جو معشوقیت اور محبوبیت کا متقاضی ہے اور اپنے مسیح پاک علیہ السلام کا نام احمدؑ رکھا۔ حضور کو الہامًا فرمایا :-

"یا احمد بارک اللّٰہ فیک۔ کلّ برکۃ من محمّدٍ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فتبارک من علّم وتعلّم"

اور نام احمد عاشقیت اور بے پناہ محبت کو چاہتا ہے گویا خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام احمد رکھ کر اس بات کی گواہی دی کہ حضرت احمد علیہ السلام ہی سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق و محبت رکھتے ہیں۔

پس وہ بڑی عظیم الشان اور برکت والی ذات ہے جس نے سیکھا اور جس نے سکھایا۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ اس کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف عاشقانہ اور والہانہ رنگ میں اپنی کتب اور ملفوظات میں کرتے ہیں کہ جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ حضور اقدسؑ فرماتے ہیں "

تمت علیہ صفات کل مزیّۃ
ختمت بہ نعماء کلّ زمانٖ"

یعنی ہر قسم کی فضیلت کی صفات آپؐ میں مکمل طور پر موجود ہیں اور ہر زمانے کی نعمت آپؐ پر ختم ہے۔

؎ "یا سیّدی قد جئت بابک لاھفًا
والقوم بالاکفار قد اٰذانیٖ"

اے میرے پیارے آقا میں مظلوم فریادی تیرے در پر آیا ہوں اور قوم نے مجھے کافر کہہ کر بہت دکھ دیا ہے۔

؎ "انظر الیّ برحمۃ وتحنّن
یا سیّدی انا احقر الغلمان"

اے میرے آقا مجھ عاجز پر رحمت و شفقت کی نظر فرما۔ اے میرے آقا میں تیرا حقیر ترین غلام ہوں۔

؎ "یا حبّ انک قد دخلت محبّۃ
فی مھجتی ومدارکی وجنانیٖ"

اے میرے محبوب تیری محبت میرے خون میری جان میرے حواس اور میرے دل میں رچ چکی ہے۔

؎ "جسمی یطیر الیک من شوق علا
یالیت کانت قوۃ الطیران"

میرا جسم بلند شوق و محبت کی وجہ تیری طرف اڑا جاتا ہے کاش مجھ میں اُڑنے کی طاقت و قوت ہوتی۔

یہ حقیقت ہے کہ ایک سچے عاشق میں جس قدر عشق و محبت کی علامات کسی میں ہونی چاہئیں وہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پائی جاتی تھیں۔ ایک عاشق اپنے محبوب و معشوق کے لئے جان مال عزت اولاد و جذبات سب کچھ قربان کر دیتا ہے چنانچہ حضرت اقدسؑ اپنے آقا کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں :-

"در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسے کہ لاف تعشق زند منم"

کہ اگر تیرے کوچے میں عاشقوں کے سر اتارے جائیں تو وہ پہلا شخص میں ہوں گا جو تیرے عشق کا نعرہ مارے گا تاکہ میرا سر تیری راہ میں قربان ہو جائے۔

فرمایا ؎ تو جان ما منور کردی از عشق
فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

میرے آقا تو نے اپنے عشق سے میری جان روشن و منور کر دی ہے میری جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر فدا ہے۔

ہر ایک کو معلوم ہے کہ عاشق اپنے محبوب و معشوق کے لئے بے حد غیرت رکھتا ہے اور یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی اسے برا بھلا کہے یا اسے کوئی گزند پہنچائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں سب دنیا میں اپنی کتاب "پیغام صلح" کے ذریعہ اعلان فرماتے ہیں :-

"ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔"

ایک دفعہ لاہور اسٹیشن پر لیکھرام پنڈت نے آپؑ کو سلام کیا آپؑ نے غیرت سے منہ دوسری طرف پھیر لیا اور فرمایا "یہ ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کہتا ہے یہ ہم سے برداشت نہیں ہو سکتا۔"

یہ ایک حقیقت ہے کہ کامل محبت کامل اطاعت کو چاہتی ہے اور کامل اطاعت سے کامل محبت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل محبت اور کامل اطاعت کے نتیجہ میں مشرف مکالمہ مخاطبہ اور نبوت مسیحیت اور مہدویت جیسے بلند تر روحانی مقام سے سرفراز فرمایا۔ حضور فرماتے ہیں :-

"اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو بھی میں ہرگز یہ شرف مکالمہ مخاطبہ نہ پاتا۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے پیارے مسیح پاک علیہ السلام کا کامل عشق اور محبت عطا کرے اور کامل اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق بخشے اور ہم سے راضی ہو۔

منزل بھی نگاہوں میں ہے منزل کے نشاں بھی

محترم ثاقب زیروی صاحب مدیر ہفت روزہ لاہور لاہور نے جماعتِ احمدیہ کے ۸۰ ویں جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۸ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب سے پہلے اپنی طویل نظم بعنوان "خاک نشین" سے ذیل کے دو بند نہایت خوش الحانی کے ساتھ سُنا کر حاضرین کو محظوظ کیا (ایڈیٹر)

ہم وارثِ دیں، وارثِ شمشیر و سناں بھی
پھولوں کی مہک ہیں کبھی شعلوں کی زباں بھی
ہر سمت ہے گو ظُلم و تعصّب کا دُھواں بھی
منزل بھی نگاہوں میں ہے منزل کے نشاں بھی

اَے دیکھنے والو ہمیں نفرت سے نہ دیکھو
ہم خاک نشینوں سے ہے تزئینِ جہاں بھی
ہم وہ ہیں کہ دُشمن کو بھی دیں دِل سے دُعائیں
جو آئے مٹانے اُسے دیں امن و اَماں بھی

افریقہ کے صحراؤں کو کیا ہم نے اُجالا
یورپ کے کلیساؤں میں دی ہم نے اذاں بھی
الحاد کو للکارا سرِ محفلِ الحاد
تثلیث کے چہرے کو کیا ہم نے عیاں بھی

ناموسِ محمدؐ پہ کبھی وقت جو آیا
ہم پیش کریں گے اُسے نذرانۂ جاں بھی
کرتے ہیں ہمارا یہ جو تنقید مُسلسل
چہروں پہ لئے پھرتے ہیں جو رنگِ خزاں بھی
توحید کے متوالوں پہ تکفیر کے فتوے
واعظ کا ہے کیا خوب یہ اندازِ بیاں بھی

اِس راز سے واقف نہیں نفرت کے پُجاری
دُنیا میں ہے اِک چیز محبّت کی زباں بھی
مظلوم کی آہوں سے لرز جاتے ہیں افلاک
طوفان اُٹھا دیتا ہے اِک اشکِ رواں بھی
ہم اُن کے ہیں جو اُن کا ہو وہ مٹ نہیں سکتا
ہو درپئے آزار اگر سارا جہاں بھی
پچھتائیں گے کل اپنے ہر اِک جَور پہ ثاقبؔ
دیتے نہیں جو آج ہمیں اِذنِ فغاں بھی

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں

بقیہ از صفحہ ۱۳

(جنگ و جدال) اور سفید موت یعنی طاعون۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں آپ کی مخالفت اور انکار کے نتیجہ میں طاعون کی وبا عذاب کی شکل میں ۱۸۹۶ء میں پھیلی جس سے ہزارہا بستیاں اور دیہات اُجڑ گئے۔ شہروں کے شہر تباہ ہو گئے لاکھوں جانیں تلف ہوئیں۔ اور یہ طاعون جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا نشان بنی وہاں آپ کے فرزندِ جلیل حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کو بھی اس نے آشکار کیا۔

پس حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی وضاحت سے اپنی اُمّت کو امام مہدی علیہ السلام کی آمد اور ان کی علامات کے متعلق سمجھایا ہے۔ ایسی علامات اور پیشگوئیوں سے احادیث کی کتب بھری پڑی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر تڑپ تھی کہ میری امت پستی کے زمانہ میں مہدی پر ایمان لا کر پھر سے عروج کی منازل طے کرنے لگے۔ بفضلہٖ تعالیٰ امام مہدی علیہ السلام کی جماعت اپنے قیام کے دن سے آج تک دن دُگنی رات چوگنی ترقی کرتے ہوئے غلبۂ اسلام کی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ بیسیوں مشن قائم ہو چکے ہیں۔ سینکڑوں مبلغینِ اسلام دُنیا کے ممالک میں تبلیغِ اسلام میں مصروف ہیں۔ عیسائیت کے دانت کھٹے ہو چکے ہیں۔ اور وہ دن قریب ہے کہ سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ساری دُنیا میں لہراتا ہُوا نظر آئے گا۔

اِن شاءَ اللہ تعالیٰ ٭

یومِ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲ ربیع الاوّل حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا بابرکت دن ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے دُنیا میں توحید کا علَم بلند ہُوا۔ آپ نے دُنیا کو انسانیت اور اخلاق کا درس دیا۔ تمام جماعتیں اِس مبارک دن جلسوں کا انعقاد کریں۔ اور اِس عظیم المرتبت نبی۔ انسانیت کے محسنِ اعظم حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور پاکیزہ زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر تقریریں کا انتظام فرمائیں۔ اور سیکرٹریانِ تبلیغ و مبلغینِ کرام سیرت النبی صلعم کے جلسوں کی رپورٹیں نظارت بھجوا کر ممنون فرمادیں ٭

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR
MANUFACTURERS & ORDER SUPPLIERS.
PHONES:- 52325 / 52686 P.P.
پائیدار بہترین ڈیزائن پلاسٹک ربڑ سول اور ربڑ شیٹ کے سینڈل، زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز
مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز :-
ورائٹی
چپل پروڈکٹس
۲۹/۴۲ مکھنیا بازار کانپور

ہر قسم اور ہر ماڈل
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے
آٹو ونگس
AUTOWINGS,
32 SECOND MAIN ROAD.
C.I.T. COLONY,
MADRAS — 600004.
Phone No. 76360.

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم

ہر شعبۂ زندگی میں کامل الوجود اور ہر خوبی میں چوٹی کے مقام پر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں حضرت خاتم النبیین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ارفع شان

فرمایا :-

"حضرت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھ لو :

آپ زندگی کے ہر شعبہ میں کامل الوجود ثابت ہوئے ہیں۔ لوگ اپنے اموال کو اپنی ذات پر خرچ کرتے تھے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اموال اپنی قوم کے لئے خرچ کرتے تھے۔ لوگ اپنے اوقات کو جوئے اور شراب نوشی وغیرہ میں صرف کرتے تھے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اوقات اپنی قوم کی بہبودی کے لئے خرچ کرتے تھے۔ لوگ اپنے اوقات جہالت کے لئے خرچ کرتے تھے۔ اور آپ اپنے اوقات علم کے لئے خرچ کرتے تھے۔ لوگ اپنے دماغ دنیوی باتوں میں مشغول رکھتے تھے اور آپ اپنے دماغ کو اگر ایک طرف خدا تعالیٰ کے احکام کی اتباع میں مشغول رکھتے تھے تو دوسری طرف بنی نوع انسان کی تکالیف دور کرنے کے لئے اس سے کام لیتے تھے۔

اور یہ تو آپ کی دعویٰ نبوت سے پہلے کی حالت تھی۔ جب آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت نبوت کا اعلان فرمایا اور عملی رنگ میں آپ کا ہر کام لوگوں کی آنکھوں کے سامنے آگیا تو اس وقت آپ اگر فوج کے ساتھ گئے تو بہترین جرنیل ثابت ہوئے۔ قضاء کا کام اپنے ہاتھ میں لیا تو بہترین قاضی ثابت ہوئے۔ افتاء کا وقت آیا تو بہترین مفتی ثابت ہوئے۔ تبلیغ کا وقت آیا تو بہترین مبلغ ثابت ہوئے۔ گھر میں گئے تو بہترین خاوند ثابت ہوئے۔ بچوں سے تعلق رکھا تو بہترین باپ ثابت ہوئے۔ دوستوں سے ملے تو بہترین دوست ثابت ہوئے۔

غرض کوئی ایک بات بھی نہیں جس میں آپ دوسروں سے دوسرے درجہ پر رہے ہوں۔ بلکہ ہر خوبی میں آپ نے چوٹی کا مقام حاصل کیا۔ اور اس طرح اپنے نفس کے کامل ہونے کا دنیا کے سامنے ایک ناقابلِ تردید ثبوت مہیا کر دیا۔"

(تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۲ کالم ۲)

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ